تلوک چند محروم

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی

بہارِ طفلی

بچّوں اور لڑکوں کے لئے

نظموں کا مجموعہ

تِلوک چند محروم

ملنے کا پتہ

مکتبہ جامعہ ملیہ لمیٹڈ نئی دہلی

ملنے کے پتے

مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ

جامعہ نگر، نئی دہلی

شاخ دہلی

مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ

اُردو بازار دہلی ۶

شاخ بمبئی

مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ

پرنسیس بلڈنگ جے جے ہسپتال بمبئی ۳

طبع اوّل سنہ ۱۹۶۰ء

۱۰۰۰

قیمت تین روپے پچاس نئے پیسے

یونین پرنٹنگ پریس دہلی

انتساب

عزت مآب ڈاکٹر بی گوپالا ریڈی وزیر حکومتِ ہند

کے نام

فہرستِ مضامین

شمار	عنوان	صفحہ
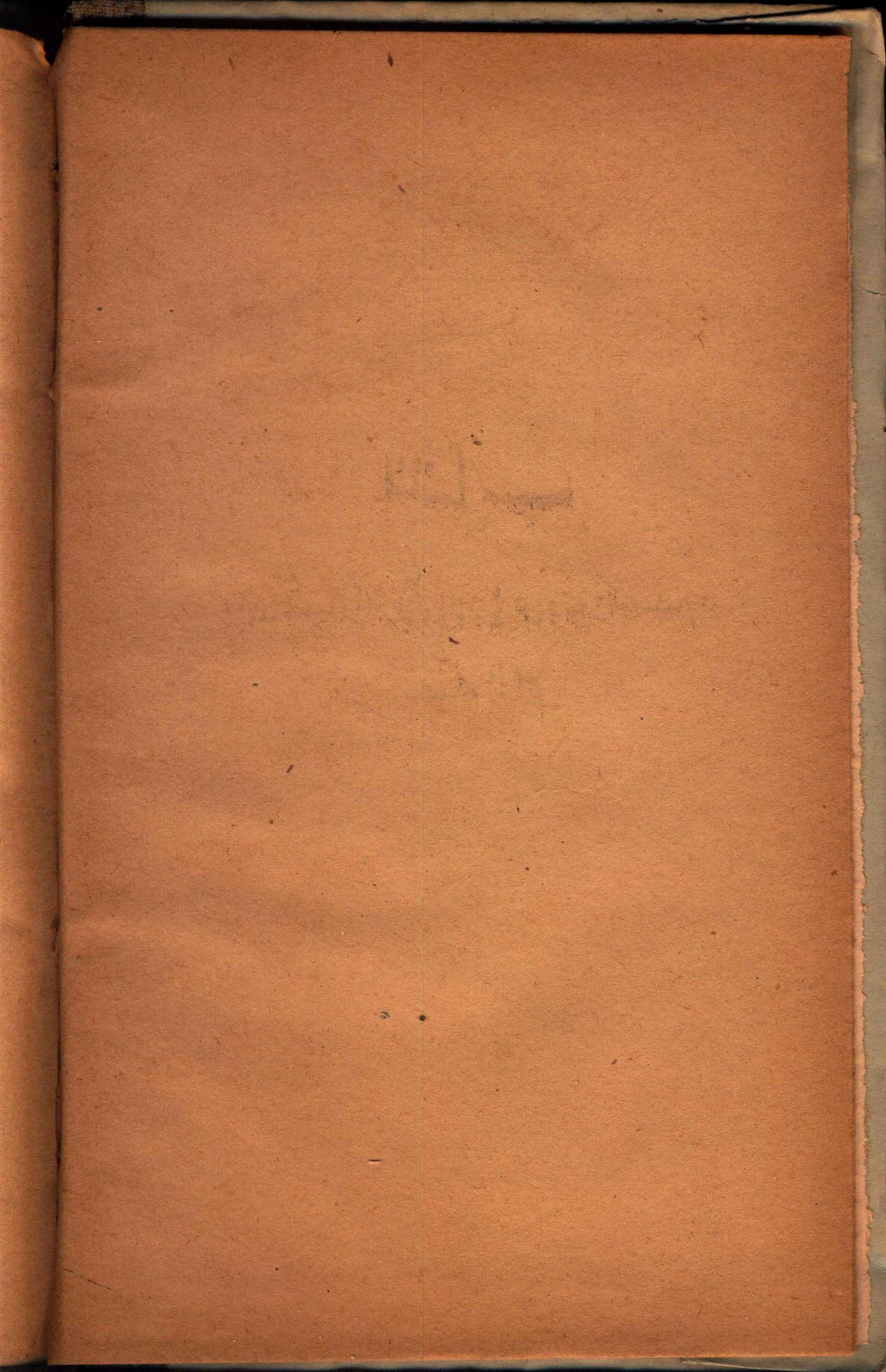
دیباچہ

ڈاکٹر محی الدّین قادری زورؔ ایم اے۔ پی ایچ ڈی

حضرت تلوک چند محرومؔ اُردو شاعری کے اُن اُستادوں میں سے ہیں جن سے اُردو دُنیا اچھی طرح واقف ہے۔ اُردو پڑھنے والے بوڑھوں اور بچّوں میں سے کون ہے جو ان سے واقف نہیں۔ ان کے لائق اور سعادت مند فرزند جگن ناتھ صاحب آزادؔ نے جو خود بھی ایک بہت اچھے اور مقبولِ عام شاعر ہیں۔ مجھ سے خواہش کی ہے کہ حضرت محرومؔ کے زیرِ نظر مجموعے "بہارِ طفلی" پر دیباچہ لکھوں۔

"بہارِ طفلی"، بچّوں، طالب علموں اور کم پڑھے لکھے بالغوں کے لئے لکھی ہوئی نظموں کا ایک دلچسپ اور مفید مجموعہ ہے، جس میں بچّوں کی نفسیات کے عین مطابق اُردو کے ایک بزرگ اور قابلِ احترام شاعر نے اپنے خیالات نظم کئے ہیں۔

حضرت محرومؔ کی زندگی کا ایک بڑا اور قابلِ قدر حصّہ محکمۂ تعلیمات میں بسر ہوا ہے۔ انھوں نے تعلیم و تدریس کے ذریعے سے آنے والی نسلوں کو تہذیب و ادب سکھایا اور انھیں ملک کا ممتاز شہری بنانے میں بہت اہم حصّہ لیا ہے۔

بچّوں کے لئے ادب تخلیق کرنے یعنی نثر اور نظم لکھنے میں ان کی نفسیات کے ساتھ انصاف کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس میدان کے قائد کی حیثیت سے مولوی اسمٰعیل میرٹھی کے بعد مردِ مجاہد کی حیثیت سے اردو شاعری میں حضرت محرومؔ کا نام نامی لیا جا سکتا ہے۔

ان کے کلام میں جو بنیادی خصوصیت ملتی ہے وہ یہی ہے کہ وہ اپنے کلام سے صلح و محبت

اور پریم اور آشتی کے جذبات کا پرچار کرتے ہیں۔ آج کے اِس زمانے میں اسی جذبہ کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ حضرت محروم اس پیرانہ سالی میں بھی شعر و ادب کے ذریعے آج کی اور آنے والی نسلوں کو پیامِ جانفزا دے رہے ہیں۔ گفتار اور کردار کے صحیح معنوں میں وہ غازی اور مجاہد رہے ہیں۔ بقولِ سر شیخ عبدالقادر مرحوم (مدیر مخزن لاہور) "آپ کے کلام میں الفاظ کی برجستگی، بندش کی چُستی اور خیالات کی پاکیزگی ملتی ہے اور جناب محروم ان ادیبوں اور شاعروں میں سے ہیں جنھوں نے اپنی عمر بھر کی محنت سے یہ ثابت کیا ہے کہ اُردو ہندوؤں اور مسلمانوں کا ایک بیش قیمت سرمایہ ہے۔"

"بہارِ طفلی" چوبیس ۲۴ نظموں اور پانچ ۵ ترجمہ کی ہوئی نظموں اور چھ ۶ قطعات پر مشتمل ہے۔ آخر میں فرہنگ کے ذریعے مشکل لفظوں کے معنی بھی دیے گئے ہیں۔

اس چمنستانِ سخن کا ہر ورق ایک "دبستان" بنا ہوا ہے۔ ہر نظم ایک سدا بہار گلستاں کا منظر پیش کرتی ہے۔ شاعر ہر نظم کے موضوع کے ساتھ خود کو اس سلیقے سے وابستہ کرتا ہے کہ وہ بھی بچوں کی برادری کا ایک فرد معلوم ہوتا ہے۔

نظم "ہمارا دیش" میں حُب الوطنی کے پاکیزہ خیالات کو جس قرینے سے نظم کا پیراہن دیا گیا ہے اور جن سادہ اور سلیس لفظوں کے تانے بانے سے اسے شگفتہ بنایا گیا ہے اس کے لئے حضرت محروم مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس نظم کے یہ دو بند کتنے صاف اور سلیس ہیں ؎

اُونچے اُونچے پربت اس کے — لہراتے ہیں جن پر جنگل
مور پپیہے اور کوئل سے — جنگل میں ہوتا ہے منگل
کیسا خوب نظارا ہے
بھارت دیش ہمارا ہے

اس کی خاک سے ہو کر پیدا — ہم نے سُدھ بُدھ پائی ہے
کیوں نہ کریں گے اس کی سیوا — اپنی اس میں بھلائی ہے
اس کے سوا کیا چارہ ہے
بھارت دیش ہمارا ہے

ایک نظم "کتاب" ہے، جس میں شاعر نے کتاب کو رفیق و شفیق بتاتے ہوئے اس کی تمام خوبیاں

بیان کی ہیں اور بچّوں کو کتابوں سے رغبت کا وہ درس سنایا ہے کہ کیا بڑا اور کیا بچہ ہر فرد اس نظم کی مٹھاس میں گم ہو جاتا ہے۔ نظم شروع سے آخر تک پڑھنے کے قابل ہے۔ بچّوں کے لئے یہ نظم موضوع کے اعتبار سے بلند اور بڑی خوبصورت ہے۔ چند شعر سنیئے ؎

لڑکو بُرے بھلے کی جنھیں کچھ تمیز ہے	کیا چیز انھیں کتاب سے بڑھ کر عزیز ہے
بہتر کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے	اچھا کوئی شفیق نہیں ہے کتاب سے
روئے زمیں کے سارے مظاہر اسی میں ہیں	باغِ جہاں کے سارے مناظر اسی میں ہیں
دیکھا ہے سب کتاب میں جو کچھ جہاں میں ہے	موجود ہے زمین پہ یا آسماں میں ہے
سب کچھ کتاب ہم کو دکھاتی ہے ہو بہو	ان سب کا حال ہم کو سناتی ہے مو بمو
کھولو اسے کہ اس میں خزانہ ہے علم کا	اٹھو پڑھو پڑھو کہ زمانہ ہے علم کا
بے علم کی ذرا بھی ضرورت یہاں نہیں	کچھ بھی نہیں جو علم کی دولت یہاں نہیں

بچّوں کے ذہن میں محنت کی عظمت اور اس سے حاصل ہونے والے خوش آئند نتائج کا جو خوبصورت مرقع شاعر نے اپنی نظم میں پیش کیا ہے وہ بچّوں کے تحت الشعور میں منفی تاثر پیدا نہیں کرتا بلکہ دھیمے دھیمے تصور کی پرچھائیوں کو ان کے ذہن میں اس طرح جاگزیں کرتا ہے کہ محنت کا یہ جذبہ ایک قابلِ قبول اور لازمی عنصر بن کر پیش ہوتا ہے جس سے مفر نا ممکن ہے۔ اگر بچّوں کو ناصحانہ انداز میں محنت کے لئے کہا جائے تو ان پر اس کا منفی اثر مترتب ہوتا ہے لیکن جناب محروم نے اس خوبصورت نظم میں جس دلکش اندازِ فکر سے بچوں کے ذہنوں میں موضوع کی مکمل اہمیت کو مختلف مثالوں سے ثابت کرنے کی خوشگوار کوشش کی ہے اس میں وہ پوری طرح کامیاب ہیں۔ پوری کی پوری نظم اس قابل ہے کہ یہاں لکھی جائے۔ چند ایک شعر درج ذیل کئے جاتے ہیں ؎

تم کو خیالِ محنت گر صبح و شام ہوگا	کہتے ہیں بخت جس کو آ کر غلام ہوگا
جو دل کا مدعا ہے حاصل تمام ہوگا	محنت سے کام ہوگا محنت سے نام ہوگا

محنت کرو عزیزو محنت سے کام ہوگا

محنت بغیر جینا ممکن نہیں جہاں میں	محنت سے وہ بنا ہے رہتے ہو جس مکاں میں
محنت کا پھل ہیں پودے جتنے ہیں گلستاں میں	محنت لگی ہوئی ہے بلبل کے آشیاں میں

محنت کرو عزیزو محنت سے کام ہوگا!

محنت سے اے عزیز، غافل کبھی نہ ہونا ہشیار وچست رہنا کاہل کبھی نہ ہونا
گر کام سخت بھی ہو بے دل کبھی نہ ہونا دیکھو اپاہجوں میں شامل کبھی نہ ہونا
محنت کرو عزیزو محنت سے کام ہوگا

اسی طرح صفائی، تندرستی، جھوٹ اور ادب پر حضرت محروم کی نظمیں بڑی ہی عمدہ، معیاری اور بچّوں کے اخلاق واطوار کو سنوارنے والی ہیں "محنت" عنوان والی نظم کو تن میں شامل ہونے کے سبب بچّوں میں کافی مقبول بھی ہے۔ ان کی بیشتر نظمیں درسی کتابوں اور بچّوں کے رسالوں میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ جن سے استفادہ کرکے آج کے بچّے کل کے اچھے شہری بن رہے ہیں۔

منظوم حکایتوں اور نصیحتوں کے علاوہ انگریزی نظموں کے ترجمے اور قطعے بھی قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت محروم کے اس مجموعے کے ایک ایک مصرعہ میں بچّوں کے لئے زندگی کا درس ملتا ہے۔ چونکہ خود اُن کی زندگی مختلف تجربات سے ہو کر بنی ہے، اور اس عمر میں جب کہ غور و فکر پختہ اور شاعری گہری ہوتی ہے حضرت محروم کا بچّوں کے لئے شاعری کرنا اور زبانِ اردو کے حق میں اُسی تن دہی اور جانفشانی سے مصروف رہنا بجائے خود ایک بہت بڑا احسان ہے۔

بچّوں کی ذہنی تربیت میں "بہارِ طفلی" صحیح معنوں میں نویدِ بہار ثابت ہوگی۔ اُمید ہے کہ اہلِ اُردو اس مجموعے کا شایانِ شان خیر مقدم کریں گے۔ یہ کتاب کھلے حروف اور جلی خط میں اچھّے کاغذ پر چھاپی گئی ہے، اور یقین ہے کہ بچّے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔

نہ صرف ہر مدرسے کے کتب خانہ میں اس کا موجود رہنا ضروری ہے، بلکہ میری رائے ہے کہ اچھے بچّوں کو مدرسوں کی طرف سے جو انعامات دیئے جاتے ہیں اُن میں بھی اس کتاب کو شامل رکھنا چاہیئے۔

میں اُردو دنیا کے بچّوں کی طرف سے حضرت محروم کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں، اور دست بدعا ہوں کہ وہ عرصے تک اسی طرح اپنے کلام سے ہم کو فیضیاب کرتے رہیں۔

سیّد محی الدین قادری زور

مقدّمہ

محمد شفیع الدین نیّر ایم ، اے ۔ اُستاد جامعہ کالج

جامعہ ملّیہ اسلامیہ نئی دہلی

یادش بخیر، اب سے پچاس ساٹھ برس پہلے بچّوں کی تعلیم مشرقی انداز کی ہوتی تھی ۔ زبان کا جہاں تک تعلق ہے فارسی کے ساتھ ساتھ اُردو بھی تھی ۔ لیکن فارسی زبان کی استعداد ہی اُردو کے لئے کافی سمجھی جاتی تھی ۔ اور دیکھا جائے تو زبان کے لحاظ سے اُس زمانے کی تعلیم کچھ ایسی پختہ اور نتیجہ خیز ہوتی تھی کہ فارسی پڑھے لکھے لوگ اردو زبان میں بھی کافی لیاقت اور اس زبان و ادب کا مناسب ذوق پیدا کرلیا کرتے تھے ۔

اُردو زبان میں جتنے بڑے بڑے ادیب اور شاعر ہیں اور ایسے کہ جن کے نام نے شہرت کے دربار میں بقائے دوام کی کرسی پائی ہے ، مثلاً سر سیّد احمد خاں ، مولانا ذکاء اللہ ، مولانا حالی ۔ مولانا شبلی ، مولوی نذیر احمد ، پنڈت رتن ناتھ سرشار ، غالب ، ذوق ، مومن ، انیس اور دبیر وغیرہ ۔ ان میں سے شاید ہی کسی نے ابتدائی تعلیم میں اُردو کی کوئی کتاب سبقاً سبقاً پڑھی ہو ۔ لیکن ان بزرگوں کی تصانیف اور تالیفات اُٹھا کر دیکھ لیجئے ۔ اب کہ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ برس کی عمر ان تصانیف کی ہوگئی ہے چاہیئے تھا کہ ضعفِ پیری کی آثار ان میں ہویدا ہو جاتے ۔ مگر نہیں ۔ یہ تصانیف اب بھی جوان ہیں اور اِس زمانے کے جوان ادیبوں اور شاعروں کو دعوت دے رہی ہیں کہ آؤ اور کچھ کرنا ہے تو ہمارے نقشِ قدم پر چلو ۔

پھر فارسی کی تعلیم بھی ایسی کہ تشریح الحروف جیسی کوئی ابتدائی کتاب پڑھنے کے بعد ہی قادر نامہ ، خالق باری ، کریما اور مامقیماں وغیرہ کتابیں شروع کر دی جاتی تھیں ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ کبھی کبھی تو گلستاں اور بوستان جیسی کتابوں سے فارسی کی تعلیم کا آغاز ہوتا تھا ۔ ان کتابوں کے علاوہ اخلاقِ محسنی ، انوارِ سہیلی ، یوسف زلیخا ، سکندر نامہ ، شاہنامہ ، دیوان حافظ ، اور مثنوی مولانا روم جیسی معیاری کتابیں درس و تدریس میں شامل تھیں ۔ یہ نصاب تو گویا عام تھا ۔ اس میں مسلمان کی تخصیص تھی نہ ہندو کی ۔ ہاں مسلمانوں میں اکثر اور غیر مسلموں

میں شاذ عربی زبان بھی پڑھتے تھے۔

غرض فارسی اور عربی زبانوں کی تعلیم ہوتی تھی، اور ساتھ ساتھ دیگر مروجہ علوم مثلاً ریاضی، منطق، فلسفہ، نجوم اور طب وغیرہ میں بھی لوگ حسبِ ضرورت درک حاصل کر کے ایسی استعداد پیدا کر لیا کرتے تھے جس سے زندگی کی معاشرتی اور تمدنی ضروریات ہی نہیں بلکہ حکومت کی انتظامی اور عدالتی ضروریات بھی پوری ہو جایا کرتی تھیں۔ اخلاقی تربیت اس تعلیم کی اساس تھی۔ جو لوگ اس طرح تعلیم یافتہ ہو کر درجۂ فضیلت حاصل کر لیتے تھے ان کے علم اور اخلاق پر بھروسہ کیا جا سکتا تھا۔

اُس زمانے میں انگریزوں کا پورا عمل دخل اس ملک پر ہو چکا تھا۔ اور واجب یا نا واجب ردّ و کد کے بعد اس ملک کے باشندے نئی تعلیم کی طرف مائل ہو چکے تھے۔ اس تعلیم میں انگریزی زبان اور خاص کر سائنس، جغرافیہ اور دیگر علوم جدیدہ کے علاوہ باقی قدیم السنہ و علوم کی فی الجملہ تعلیم ہوتی تھی۔ مگر چونکہ تعلیم کی طرف رغبت بڑھ رہی تھی اور چھوٹے مکتبوں، مدرسوں، اور پاٹھ شالاؤں کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے مدرسے اور کالج عالمِ وجود میں آنے لگے تھے، اس لئے ان درسگاہوں اور تعلیمی اداروں میں سہولت کے لئے نصاب کو ابتدائی، ثانوی، اور یونی ورسٹی کی اعلیٰ تعلیم میں تقسیم کیا گیا، اور عمر کے لحاظ سے طالب علموں کی تقسیم مختلف درجوں میں ہوئی تو آسان اور مشکل کا سوال پیدا ہوا۔ اور اس بات کی کوشش کی جانے لگی کہ نہ صرف بچوں کی تعلیم میں ان باتوں کا لحاظ رکھا جائے بلکہ تشکیلِ نصاب اور تنظیم اوقات میں بھی یہ امور پیش نظر رہیں۔ اس لئے اردو زبان کو بھی جو اُس زمانے میں خواص اور عوام کی زبان سمجھی جاتی تھی نصابِ تعلیم میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ یہ ہوا تو اس بات کی تلاش ہوئی کہ نظم و نثر کا جو سرمایہ ہماری زبان میں ہے اُسے ٹٹولا جائے اور زبان کے لحاظ سے مشکل اور آسان، تعلیم کے لحاظ سے مناسب اور غیر مناسب، معاشرتی اور تمدنی امور کے پیشِ نظر ضروری اور غیر ضروری اور معلوماتِ زندگی کے اعتبار سے مفید اور غیر مفید اور حصولِ تعلیم میں سہولت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے دلچسپ اور غیر دلچسپ کی طرف بھی توجہ کی گئی۔ جہاں تک اُردو زبان اور خاص کر اُردو شاعری کا تعلق ہے اُس میں ہر معیار کی نظمیں ملتی ہیں سلیس بھی اور دقیق بھی۔ چنانچہ اگر ہم اُردو زبان کی بالکل ابتدائی ریڈروں اور درسی کتابوں پر نظر ڈالیں تو دیگر اصنافِ شاعری کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ غزل تک کے ایسے نمونے دستیاب ہوتے ہیں جو بجا طور پر ان کتابوں کی زینت بڑھانے کا موجب ہیں۔

ایک مدت تک اسی طرح کام چلتا رہا۔ مگر آہستہ آہستہ اہلِ علم نے خود تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کی عمر کے لحاظ سے بھی نثر و نظم کی کتابیں مرتب کیں تو یہ کوشش پرانی نظم و نثر کے مقابلے میں اپنے مقاصد کے لحاظ سے ممتاز نظر آئی۔

مولانا آزاد اور حالی جیسے بزرگوں نے بچوں اور بچیوں کے لئے تدریجی نثر کی نصابی

کتابیں لکھیں تو اُنھیں نظمیں بھی اُسی معیار کی تلاش کرنی پڑیں۔ چنانچہ کلام نظیر کے اقتباسات کے علاوہ جو غیر شعوری کوشش شاعر کی تھی، اب ہمارے اُردو شعرانے بھی اس وادی میں قدم رکھا اور شعوری کوشش شروع کردی۔

گذشتہ پچاس ساٹھ برس میں جو کام اِس سلسلے میں ہوا ہے اس کا جائزہ لینا بذاتِ خود ایک اہم منصوبہ ہے۔ لیکن نہ یہ موقع ہے نہ گنجائش۔ تاہم جن اصحاب نے بچّوں کے لئے نظمیں لکھنے میں اپنا مقام پیدا کیا ہے اُن میں مولانا آزاد اور مولانا حالی کے علاوہ مولوی محمد اسمٰعیل، منشی سورج نرائن مہر، ارشد تھانوی، ڈاکٹر سر محمد اقبال، افسر میرٹھی، اندرجیت شرما، ناظم انصاری، حفیظ جالندھری، راجہ مہدی علی خاں، فیض لدھیانوی اور لطیف فاروقی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ اِن کے علاوہ بھی چھوٹے بڑے اور بھی بہت سے شاعر ہیں۔ جن کی کوشش قابلِ ستائش اور لائقِ التفات ہے، اور جن کی نظموں کے موزوں انتخابات تعلیمی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

ان نظموں میں طبعزاد بھی ہیں اور انگریزی اور دوسری زبانوں کی نظموں کے ترجمے بھی، اور اب تو انگریزی کی دیکھا دیکھی تین تین چار چار برس تک کے بچّوں کے لئے ہلکی پھلکی چھوٹی چھوٹی نظمیں ملنے لگی ہیں۔

میں نے بھی تیس پینتیس سال پہلے بحیثیت معلّم بچّوں کی تعلیمی ضروریات کے پیشِ نظر بچّوں کے ادب اور شاعری میں کچھ کام شروع کیا، اور اِس لئے اس دوران میں اس نوع کے لٹریچر کے مطالعے کا مجھے موقع ملا ہے۔ جہاں تک میری رسائی ہے، بچّوں کی نرسری نظموں کو چھوڑ کر اُن نظموں کو جو بچّوں کی تعلیمی اور اخلاقی ضرورتوں پر مبنی ہیں اگر ہم تعلیمی نقطۂ نظر سے تقسیم کرنا چاہیں تو تین واضح معیار قائم ہو سکتے ہیں۔ ایک معیار ایسی نظموں کا جو پانچ چھ برس سے لے کر سات آٹھ برس تک کے بچّوں کے لئے۔ دوسرا سات آٹھ برس سے دس گیارہ برس کے بچّوں کے لئے اور تیسرا دس گیارہ برس سے چودہ برس تک کے بچّوں کے لئے۔

اگر ہم تعلیمی درجوں کی موجودہ تقسیم کے لحاظ سے دیکھیں تو پہلی، دوسری اور تیسری جماعت تک کم و بیش ایک معیار کی نظمیں کام آسکتی ہیں۔ چوتھی پانچویں اور چھٹی تک ایک معیار کی، اور چھٹی ساتویں سے لے کر آٹھویں جماعت تک ایک معیار کی۔ اِن درجوں کے اچھے اُستاد کی نگرانی اور ہدایت میں اِن معیاروں کی منظومات سے بچّے معتد بہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ نویں اور دسویں جماعت کا معیار خواہ کتنا ہی پست کیوں نہ ہو، میں ان نظموں کو جو ان درجوں کے طلباء کے لئے ہوں، بچّوں کی نظموں میں شمار نہیں کروں گا۔

بہرحال میں نے تعلیمی مقاصد اور بچّوں کی عمر کے لحاظ سے اُن ضروریات کے پیشِ نظر تھوڑا بہت کام کیا ہے اور اِس سلسلے میں میری توجہ بچّوں کے ادب اور شاعری کی طرف خاص طور سے مبذول رہی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ میں نے کوئی ایسا کام کیا ہے جو غیر معمولی ہو۔ تاہم میں نے

اپنی بساط بھر صدقِ دل سے کوشش ضرور کی ہے کہ بچّوں کی کچھ نہ کچھ علمی اور ادبی خدمت مجھ سے
بن آئے، اور اس کس مپرسی کے دور میں بھی مجھے اعتراف ہے کہ اہلِ علم نے میری حقیر خدمات کو
سراہا ہے اور اب دو نسلوں سے بچّے میری نظمیں اور نثر کی کتابیں پڑھ رہے ہیں۔ غالباً یہی میری
مساعی کی پذیرائی ہے کہ جگن ناتھ آزاد اپنے والدِ محترم یعنی حضرت تلوک چند محروم کے اُس
مجموعۂ کلام پر مجھ سے دیباچہ یا مقدمہ لکھنے کی فرمائش کر رہے ہیں۔ یہ مجموعہ وہ "بہارِ طفلی" کے
نام سے مخصوص طور پر بچّوں کے لئے شائع کرنا چاہتے ہیں۔ 'بہارِ طفلی' میں جو نظمیں شامل ہیں میرے
عندیے میں وہ تیسرے معیار کے طالب علموں کے لئے موزوں ہیں۔ یعنی دس گیارہ برس سے
لے کر تیرہ چودہ برس تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے۔ اور اسی نقطۂ نظر سے میں ان پر
مختصر طور پر کچھ عرض کرنے کی جرأت کروں گا۔

جرأت کا لفظ کسی شخصی انکسار کی وجہ سے ہے اور نہ اس میں شاعرانہ مبالغے کو دخل ہے۔
حضرت موصوف کے کلام پر کچھ لکھنے کی مجھے محض جرأت ہی ہو سکتی ہے۔ ورنہ میں نے جس قدر کلام
اُن کا پڑھا ہے، خاص کر "گنجِ معانی" میں، اس کی بنا پر اور اس وجہ سے بھی کہ اپنے تعلیم اور
تدریس کے زمانے میں نصاب کی کتابوں میں جن بزرگوں کی نظموں سے مجھے واسطہ پڑا ہے یا میں نے
فائدہ اُٹھایا ہے یا جن کے خیالات نے کوئی قابلِ ذکر اور دیرپا نقش میرے دل پر چھوڑا ہے
میں اُن کو معنوی استاد سمجھتا ہوں۔ اس لئے جب جناب آزاد نے مجھ سے "بہارِ طفلی" کی نظموں
پر کچھ لکھنے کی فرمائش کی تو ایاز قدرِ خود بشناس کی مثل مجھے اپنی ذات پر صادق ہوتی نظر آئی۔
لیکن ایک تو جناب آزاد کی فرمائش کو ٹالنا میرے لئے دشوار تھا۔ دوسرے اس وجہ سے بھی
کہ بچّوں کی شاعری کے سلسلے میں اکثر احباب کا تقاضا رہا ہے کہ میں کچھ لکھوں، مگر اپنی عدیم الفرصتی
کی بنا پر اب تک قاصر رہا ہوں۔ شاید اس بہانے سے یہ کام بھی فی الجملہ انجام پا جائے اور

بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

والا مصرعہ مجھ پر بھی منطبق ہوا اور حضرت محروم کے کلام کی برکت سے میری معروضات بھی اہلِ علم
کی پذیرائی سے محروم نہ رہیں۔ کچھ عرض کرتا ہوں۔

بچّوں کی شاعری

اس زمانے میں بچّوں کی شاعری کی عجیب عجیب تعبیریں سننے میں آتی ہیں بعض
لوگ ایسی نظموں کو بچّوں کی نظمیں سمجھتے ہیں جو بچّوں کی زبان میں لکھی گئی ہوں۔
ظاہر ہے کہ ایسی نظموں کا دائرہ زبان کے لحاظ سے محدود ہوگا۔ بعض لوگ ایسی نظموں کو بچّوں
کی نظمیں سمجھتے ہیں جن میں تفریحی رجحان ہو۔ جیسے انگریزی میں نرسری رائمز Nursery
Rhymes ہوتی ہیں۔ اِن کا دائرہ بھی وسیع نہیں ہے۔ انگریزی اور اردو کی ایسی عام
پسند اور مشہور نظموں سے میں کسی قدر واقف ہوں۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ ایسی نظمیں اگر
جمع کی جائیں تو سو پچاس سے زیادہ نہ ہوگی۔ بعض لوگ ایسی نظموں کو بچّوں کی نظمیں سمجھتے
ہیں جو پند و نصیحت سے لبریز ہوں اور وہ اخلاقی قدریں جو کسی قوم، فرقے یا طبقے میں رائج

اور شائع ہیں اُن کو اس طرح بیان کیا جائے کہ بچّے درس کی طرح اُنھیں پڑھیں اور اُن سے فائدہ اُٹھائیں۔ ایسی نظمیں اچھی بھی ہو سکتی ہیں۔ لیکن زمانہ حال میں تعلیمی رجحان یہ ہے کہ بچّوں کے لئے براہِ راست نصیحت کا پیرایہ اختیار کرنا مناسب نہیں ہے۔ بلکہ اُسلوب کچھ اس نوعیت کا ہو کہ جو بھلائی اُن میں پیدا کرنا یا جس بُرائی سے ہم اُنھیں بچانا چاہتے ہیں اُس کی طرف کچھ ایسا اشارہ ہو کہ بچہ خود بخود اُس اچھائی یا بُرائی کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو، اور اُس کا دل از خود نیکی کی طرف مائل اور بدی سے متنفّر ہو جائے۔ بعض اُس شاعری کو بچوں کی شاعری سمجھتے ہیں جس میں معلومات مہیا کی جائے۔ اس قسم کی نظمیں بالعموم سپاٹ ہوتی ہیں اور ان میں اکثر یہ خامی رہتی ہے کہ کسی شے کی اصلیت کا جو نقش لوحِ ذہن پر منقّش ہونا چاہیئے وہ نہیں ہو پاتا۔ اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ ایسی معلومات اور مسائل کے لئے مُمِدّ ہی ہیں ایسے اُسلوب اختیار کئے جائیں کہ بچّے کے لئے ایسی نثری نظموں سے بھی زیادہ جاذبِ نظر اور دلکش ہوں۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ بچّوں کی شاعری کسی زبان کی عام شاعری سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔ جو خوبیاں عام شاعری میں ہو سکتی ہیں وہی کم و بیش زبان اور انداز کا خیال رکھ کر بچّوں کی شاعری میں بھی پیدا کی جا سکتی ہیں۔ اور کرنی چاہئیں، تاکہ بچّوں کی آئندہ زندگی میں یہ نظمیں اُن میں شاعرانہ ذوق پیدا کرنے میں معاون ہوں۔

(۱) غرض یہ چند تعبیریں جو میں نے پیش کی ہیں اپنی اپنی جگہ سب ہی بچّوں کی شاعری کا جُزو ہو سکتی ہیں۔ تاہم میرا خیال یہ ہے کہ بچّوں کی نظم کی پہلی شرط یہ ہونی چاہیئے کہ اس کی بنیاد علم اور اخلاق پر ہو اور اُس کے مقاصد اچھی تعلیم اور بہتر تربیت پر مبنی ہوں، یعنی یہ کہ بچّوں کی فطری صلاحیتوں کو بیدار کیا جائے۔

(۲) ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے تعلیم ہی کے نقطۂ نظر سے مختلف عمروں کے لحاظ سے زبان تدریجی طور پر آسان یا مشکل ہونی چاہیئے۔

(۳) بچّوں میں قوّتِ متخیّلہ (Imaginative Power) بڑی زبردست ہوتی ہے، اور یہی خصوصیت دیکھا جائے تو اُن کی طفلانہ خوشیوں کا موجب بنتی ہے۔ اس لئے اگر ایسی نظمیں ہوں کہ بچّوں کو اس قوّت کے اظہار کا خود بھی موقع ملے تو ایسی نظمیں کامیاب بھی ہو جاتی ہیں۔

(۴) اچھے ذہن کے لئے اچھا جسم لازم ہے۔ اس لئے نظم کے اثر کا خیال رکھ کر اگر ہم صحت، صفائی، تفریح اور ورزش، اور محنت و مشقت کی طرف بھی متوجّہ ہوں اور کھیلوں کا ذکر بھی کریں اور کھیلوں کی وجہ سے جو اخلاقی خوبیاں، اِنسانی سیرت کی سنوارتی ہیں اُنھیں اُجاگر کریں اور کھیل ہی میں جن قباحتوں کا احتمال ہے اُن سے طبیعت کو نفرت دلائیں۔ اس شرط کے ساتھ کہ بچہ اُس طرف از خود ملتفت ہو جائے تو یہ بات بھی بچّوں کی نظموں کا جزو بن سکتی ہے۔

(۵) میں مذہبی عقیدے کو دنیوی فلاح کا سرچشمہ تصوّر کرتا ہوں۔ میری رائے میں قلبی اطمینان ہی نہیں بلکہ بڑے سے بڑا اور مشکل سے مشکل کام تک کر گزرنے میں یہ جذبہ

مُمِدّ ہوتا ہے۔ اِس لئے عقیدے کے لحاظ سے خدا کے وجود اور اُس کی قدرت وجلال اور دوسری صفات کا نقش بچپن ہی میں بچّوں کے ذہن میں مناسب طور سے جاگزیں ہوجائے تو بہت سی بنیادی خوبیاں ازخود بچّوں میں پیدا ہوسکتی ہیں۔

(۶) تمدّن اور معاشرت کی بہتری کے لئے ضروری ہے کہ آدمی باہمی اُلفت ومحبّت سے رہنا سیکھیں اور ایک دوسرے کے معاون اور ہمدرد ہوں۔ اِس میں وطن اور ملک کی محبّت بھی شامل ہو، تاکہ خود غرضی کا سدِّباب ہو، اور بچہ شروع ہی سے اپنے قریبوں، عزیزوں، دوستوں اور شناساؤں، ہمسائیوں اور ہم وطنوں سے وابستہ رہے۔ اور کوئی کام ایسا نہ کرے جس سے دوسرے لوگوں کی عافیت اور جائز آزادی خیال وعمل کو خطرہ لاحق ہو۔ چونکہ اس زمانے میں دنیا کے لوگ آپس میں قریب سے قریب تر ہوتے جارہے ہیں۔ اس لئے انسانی محبّت کو وطن کی چہار دیواری تک محدود رکھنا کافی نہیں۔ اگر ایسی دنیا تعمیر کرنی ہے اور اگر حضرتِ سعدی کے ان شعروں کا مصداق بننا ہے کہ ؎

بنی آدم اعضائے یک دیگراند که در آفرینش زیک جوھر اند
چو عضوے بدرد آورد روزگار دیگر عضوہا را نماند قرار

تو باہمی نفرت اور عداوت، تعصب اور تنگ دلی کو دُور کرنا ہوگا، اور ایسے خیالات اِن نظموں میں ظاہر کئے جائیں گے جو بچّوں کے ذہن میں انسانی وحدت اور محبّت کی فضا قائم کرنے میں مفید ثابت ہو۔

(۷) ہم بیماری میں کڑوی دوا تک شیرینی میں لپیٹ کر کھلا سکتے ہیں۔ جب بچّوں کی بھلائی ہمارے پیشِ نظر ہے تو ہم کو طرزِ ادا اور اسلوبِ بیان بھی ایسا اختیار کرنا چاہیے کہ بچّے خوشی خوشی اِن نظموں کو پڑھیں۔ اَن مِل بے جوڑ چیزیں بھی بچوں کی دلچسپی کا موجب بنتی ہیں۔ تاہم اگر دلچسپ طریقہ سے پیش کی جائے تو سنجیدہ سے سنجیدہ بات بھی بچّے شوق سے پڑھ لیتے ہیں۔ اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اُس سے حسبِ موقع لطف اندوز بھی ہوتے ہیں۔

غرض یہ چند خاص خاص باتیں ہیں جو بچّوں کی نظموں میں ہونی چاہئیں، اور اکثر شعراء جو بچّوں کے لئے نظمیں لکھتے ہیں اور علم واخلاق کی نعمت سے بھی بہرہ مند ہیں۔ وہ اپنی ایسی نظموں میں کم وبیش اِس قسم کی خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اِن میں سے اکثر باتیں بنیادی ہیں۔ حضرتِ محرومؔ کی نظموں کا یہ مختصر سا مجموعہ "بہارِ طفلی" میرے خیال میں کم وبیش مذکورہ تمام خصوصیات کا حامل ہے۔ اِسی نقطۂ نظر سے میں ان خوبیوں کو اُبھارنا چاہتا ہوں۔

"بہارِ طفلی" حضرت محرومؔ کے ایسے کلام کا جزوی انتخاب ہے جو بچّوں کی تعلیمی اور اخلاقی ضرورتوں کے لئے خاص طور پر موزوں ہے۔ ورنہ بقول جگن ناتھ صاحب آزادؔ ابھی آپ کا اسی نوع کا معتدبہ کلام اور بھی موجود ہے، جو حسبِ موقع شائع کیا جائے گا۔

میں عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے ہاں ایسے شعرا کی کمی نہیں جو بچوں کے لئے لکھنے کے مدعی ہیں۔ لیکن ایسے اصحاب دو شقوں میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں۔ ایک وہ جن میں شاعری کا ذوق اور ملکہ خداداد ہے، اور کچھ ایسے ہیں جنھوں نے بچوں کی شاعری کو تعلیمی ضرورت یا تعلیمی اغراض کی تکمیل کے لئے اختیار کیا ہے۔ بچوں کی شاعری میں میرا خیال یہ ہے کہ شاعری اور تعلیم دونوں کی شمولیت زیادہ مفید اور نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ اس بحث کو طول دینے سے احتراز کرتے ہوئے، میں اس امر پر زور دینا چاہتا ہوں کہ حضرت محروم میں یہ دونوں خوبیاں بوجہ احسن موجود ہیں۔ آپ کو خدا کی طرف سے ذوق و ملکۂ شاعری اس معیار کا عطا ہوا ہے کہ آپ اردو زبان کے شعرا کی صفِ اول میں شامل ہونے کے مستحق ہیں۔ پھر آپ کی زندگی کا بیشتر حصّہ چونکہ تعلیم اور مقاصدِ تعلیم کی تکمیل میں صرف ہوا ہے۔ اس لیے تعلیمی ضروریات اور بچوں کی نفسیاتی خصوصیات کا جیسا مطالعہ کرنے کا موقع آپ کو ملا ہے، بمشکل ہی کوئی دوسرا شاعر اور معلّم اس کا دعوےٰ کر سکتا ہے۔ پھر آپ کی خُلقی نیکی اور اخلاق و تمدن کے مشرقی آداب سے لگاؤ اور اردو زبان پر غیر معمولی دسترس ایسی باتیں ہیں جو آپ کو بچوں کی شاعری میں بھی امتیازی درجہ دینے کی تائید کرتی ہیں۔

پیشِ نظر مجموعہ یعنی "بہارِ طفلی" کے تین حصّے ہیں۔ پہلے حصّے میں طبعزاد نظمیں ہیں۔ ان کی تعداد چوبیس ہے۔ دوسرا حصّہ انگریزی نظموں کے ترجموں پر مشتمل ہے۔ اور تیسرا حصّہ اخلاقی قطعات پر۔ ہر ایک قطعہ کسی اخلاقی پہلو کو اُجاگر کرتا ہے، اور ترجمے ایسی نظموں کے ہیں جو ہندوستان میں نصاب کی انگریزی کتابوں کے ذریعے مقبول ہو چکی ہیں۔ اور اپنی اخلاقی اور تعلیمی خوبیوں کے لحاظ سے ہندوستان کے ہزاروں ہی بچّوں نے یاد کی ہوں گی۔ انھیں چھوڑ کر میں طبعزاد نظموں پر اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے جہاں تک غور کیا ہے اور جس کا اظہار اختصار کے ساتھ میں صفحاتِ ماسبق میں کر بھی چکا ہوں۔ میں کسی پاکیزہ عقیدے کی پختگی کو تربیت کی بنیاد سمجھتا ہوں۔ اس میں خدا کا عقیدہ بھی شامل ہے۔ حضرتِ محروم نے خدا کی تعریف میں بہت بلند پایہ نظمیں لکھی ہیں۔ آپ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہیں، اور اُس کی ذات آپ کے نقطۂ نظر سے ایسی مرکزی حیثیت رکھتی ہے کہ فطری طور پر ہر شخص اُسے تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔

خدا کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بچّہ کی زبان سے یہ دعا کرائی ہے جو حقیقت پر مبنی ہونے کی وجہ سے نہایت مؤثر انداز رکھتی ہے ؎

حاضر ہیں تیرے در پر پروردگار ہم بھی
ہیں رحم اور کرم کے اُمیدوار ہم بھی
علم و عمل کا رستہ یارب ہمیں دکھا دے
جس سے ملے سعادت اُس راہ پر چلا دے
یارب تری رضا کے طالب رہیں ہمیشہ
نیکی کریں، بدی پر غالب رہیں ہمیشہ
عقبیٰ کی سرخروئی، دُنیا کی کامگاری
حاصل ترے کرم سے ہم کو ہو، ذاتِ باری
وہ علم دے ہو جس سے دانش کا نور دل میں
پروردگار دیکھیں تیرا ظہور دل میں

یہ چند اشعار اگر بچّے کو یاد ہو جائیں تو قدم قدم پر غور و فکر کا سامان اُس کے لئے مہیا کریں گے۔
مجھے ڈاکٹر اقبال کی دعا کے یہ شعر جو بچپن میں یاد ہو گئے تھے، زندگی میں ہزاروں ہی دفعہ یاد آئے ہیں ؎

میرے اللہ بُرائی سے بچانا مجھ کو — راہ جو نیک ہو اُس رہ پہ چلانا مجھ کو
دُکھ بھی آ جائے تو ہو دل نہ پریشاں میرا — شکر ہر حال میں ہو میری زباں پر تیرا

اور ہمیشہ ان اشعار نے بڑا خوشگوار اثر مجھ پر چھوڑا ہے۔

اس دعا کے بعد دوسری نظم آپ کی "شکر" کے عنوان پر ہے۔ اس میں بھی خدا کی نعمتوں اور عنایتوں کا ذکر کرتے ہوئے ان پاکیزہ نعمتوں میں سے بعض کا ذکر اس طرح کیا ہے یعنی اے خدا! تیرا شکر ہے کہ تو نے ؎

محبّت سے دل کو کیا شاد میرے! — دیا تو نے ماں باپ کا سر پہ سایا
دئے مجھ کو بھائی بہن پیارے پیارے — محبّت کا ہر سمت دریا بہایا

سونے پہ سہاگا اسی کا نام ہے۔ ایک طرف خدا کا شکر ادا ہو رہا ہے۔ دوسری طرف ماں باپ، بہن بھائیوں کی محبّت کی طرف ذہن منتقل ہو کر سماجی زندگی کو بہتر بنانے کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ یہ باتیں صرف شاعری سے بن نہیں پڑتیں جب تک عملی سے بھی وابستگی نہ ہو۔

نیا سال آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ ہم لوگ بس رسمی مبارکباد دینے پر اپنی خوشیوں کو محدود کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ موقع گذشتہ زندگی کے احتساب اور آیندہ زندگی کی تمناؤں کی تکمیل کے لئے مناسب ارادوں کے لئے موزوں ہے۔ حضرت مرحوم اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ اس موقع پر بچّوں کو مبارکباد دیتے ہوئے آپ کچھ ایسی کارآمد نصیحتیں فرماتے ہیں جو بچوں کے دل میں نئے مقاصد کی تشکیل اور ان مقاصد کی تعمیل و تکمیل کے سلسلے میں سعی و کوشش کے آغاز کے لئے ضروری ہیں ؎

طبیعت میں پیدا نئی تازگی ہو — نئے تم، نیا دل، نئی زندگی ہو
امیدیں نئی دل کو پھر گدگدائیں — اُمنگیں نئی پھر نیا رنگ لائیں
نئے سر سے میدانِ ہمت میں آؤ — نئے قابلیت کے جوہر دکھاؤ
پڑھو اور محنت سے تم نام کر لو — بڑھے جس سے عزّت وہی کام کر لو

اگرچہ یہ پیرایہ براہِ راست نصیحت کا ہے مگر میں اسے جائز سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ امور سالہا سال کے بزرگانہ تجربوں پر مبنی ہیں۔ اور گذشتہ تجربوں سے واقفیت حاصل کر کے اُن سے فائدہ اُٹھا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔
یہی جذبہ آپ نے اس مجموعے کی دوسری نظموں میں بھی اُبھارا ہے۔ ارادے کے بعد عمل کا نمبر آتا ہے۔
عمل پر اُبھارنے کے لئے آپ نے "کام" اور "اچھے کام" پر نظمیں لکھی ہیں۔ مثلاً ؎

ہو کبھی انساں نہ بے دل کام سے — کیونکہ ہوتا ہے یہ کامل کام سے
کام میں ہیں مہر و ماہ و ابر و باد — سج گئی دُنیا کی محفل کام سے
اہلِ ہمت کا ہے خود حامی خدا — برکتیں ہوتی ہیں نازل کام سے
عزّتیں محنت سے پا جاتے ہیں لوگ — مرتبے ہوتے ہیں حاصل کام سے

آخر میں فرماتے ہیں ؎

دین و دنیا سے گیا محروم وہ ہو گیا جو شخص غافل کام سے

محروم تخلص نے جو لطف اِس شعر میں پیدا کیا ہے، وہ حضرت مومن کے تخلصوں کی یاد دلاتا ہے "اچھے کام" کی نظم کی تان اس آخری شعر پر ٹوٹی ہے ؎

پابندیوں تو سب ہیں زمانے میں کام کے اچھے وہی ہیں کام جو ہیں فیض عام کے

غور فرمایئے کہ اِس شعر کے مفہوم پر اگر بچہ غور کرے اور وہ کسی اچھے استاد کی رہنمائی سے فیض عام کے کاموں کی حقیقت اور اہمیت سے واقف ہو جائے تو کس قدر خوشگوار اثر اس کی زندگی پر پڑ سکتا ہے، اور ایسا شہری، شہری زندگی کا کس قدر مفید رکن بن سکتا ہے۔

کام میں تحصیل علم بھی شامل ہے۔ کتاب حصول علم کا وسیلہ ہے۔ آپ نے بھی ایک نظم کتاب کے عنوان پر لکھی ہے اور جو فوائد کتاب سے حاصل ہو سکتے ہیں خواہ وہ کسی درسگاہ کی تعلیم یا کسی اچھے معلّم سے یا ذاتی مطالعہ سے، آپ نے بڑی حد تک اِس چھوٹی سی نظم میں یکجا کر دیے ہیں۔ چند منتخب اشعار پیش ہیں ؎

بہتر کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے اچھا کوئی شفیق نہیں ہے کتاب سے

روئے زمیں کے سارے مظاہر اسی میں ہیں باغِ جہاں کے سارے مناظر اسی میں ہیں

بیسیوں چیزوں کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں ؎

ہر اک کا حال اور ہر اک کی کہانیاں ہم کو سنا کے کرتی ہے کیا داستانیاں

کھولو اسے کہ اس میں خزانہ ہے علم کا اُٹھو، پڑھو، پڑھو کہ زمانہ ہے علم کا

مولانا حالیؔ نے اپنی ایک مشہور نظم میں فرمایا تھا ؎

گیا دورہ حکومت کا بس اب حکمت کی ہے باری جہاں میں چار سو علم و عمل کی ہے عملداری
جنھیں دُنیا میں رہنا ہے، رہے معلوم یہ اُن کو کہ ہیں اب جہل و نادانی کے معنی ذلت و خواری

حضرت محرومؔ اپنی نظم میں آگے چل کر فرماتے ہیں ؎

بے علم کی ذرا بھی ضرورت یہاں نہیں کچھ بھی نہیں جو علم کی دولت یہاں نہیں
لڑکو! لگاؤ دل کو تم اپنی کتاب میں مانگو دُعا پہنچ کے خدا کی جناب میں

یہ کیوں؛ بقول حضرت جگر مرادآبادی ع

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں

خدا کی مہربانی ہی سے یہ راہ طے ہو سکتی ہے۔ نہ تو دولت ہی سے طے ہو سکتی ہے اور نہ طاقت سے۔

اس دعا پر اس نظم کا خاتمہ ہے ؎

پروردگار دے مجھے اُلفت کتاب کی! بھر دے تو میرے دل میں محبّت کتاب کی
جب تک کہ دم میں دم ہے میں اس سے جدا نہ ہوں اور اپنے ایسے دوست سے غافل ذرا نہ ہوں

مولانا حالیؔ کی نظم بھی اپنی مثال آپ ہے۔ مگر قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ بچوں کے لئے نہیں ہے۔

حضرت محروم کی نظم موزوں اور برمحل ہے۔

حصولِ علم کے لیے کتاب ہی نہیں بلکہ محنت بھی ضروری ہے بلکہ محنت ایک ایسا سرمایہ ہے جو ہر موقع پر کام آتا ہے۔ دنیا کی عام زندگی میں محنت سے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں اُن کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے اِس بند میں گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے اور یوں سمجھئے کہ ایک مشفق استاد کے دیرینہ تجربے کا نچوڑ ہے ؎

گر چاہتے ہو عزت محنت سے وہ ملے گی درکار اگر ہے شہرت محنت سے وہ ملے گی
ہے جس کا نام دولت محنت سے وہ ملے گی کہتے ہیں جس کو قسمت محنت سے وہ ملے گی
محنت کرو عزیزو! محنت سے کام ہوگا

جو لوگ محنت نہیں کرتے اور کاہلی میں اپنا وقت گزارتے ہیں اُن کا حشر بھی ملاحظہ فرمائیے جو حرف بحرف صحیح ہے ؎

کاہل جو ہیں جہاں میں اُن کا مآل دیکھو افلاس اور مرض سے ہیں خستہ حال دیکھو
رہتے ہیں ہر گھڑی وہ غم سے نڈھال دیکھو جو لوگ محنتی ہیں، وہ ہیں نہال دیکھو
محنت کرو عزیزو! محنت سے کام ہوگا

'مشتے نمونہ از خروارے' میں نے خاصی طویل نظموں کے مختصر اقتباس پیش کئے ہیں۔ اور ان کی شرح میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں نے مطلق مبالغہ سے کام نہیں لیا۔ "بہارِ طفلی" کی تمام نظموں کو اس طرح پیش کرنا غیر ضروری ہے۔ کیونکہ "مشک آں ست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"۔ اس قسم کی اعلیٰ درجے کی نظموں میں "صفائی" "ہم ہرگز جھوٹ نہ بولیں گے" "بدزبانی سے پرہیز کرو" اور "ادب" وغیرہ ہیں۔ جو علم و اخلاق کی طرف بچّوں کو متوجہ کرنے میں یقین ہے کہ مؤثر ثابت ہوں گی۔

مناظرِ فطرت میں بلبل، پھول، برسات بطور نمونہ پیش ہیں۔ ہمارا دیس جیسی نظم بھی ہے۔ ان نظموں سے بچّوں کی تخئیل کو شہ ملے گی اور وطن کی عظمت اور محبّت کا بیج اُن کے دلوں میں بویا جائے گا۔ جو شاید آئندہ چل کر اس ملک کی خدمت پر انھیں آمادہ کردے۔

ہم میں سے اکثر نے اقبال کی شہرۂ آفاق "بلبل کی فریاد" نظم پڑھی ہے۔ وہ غلامی کی زندگی سے آزادی کی طرف ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ حضرت محروم کی بلبل والی نظم بھی یقین ہے کہ افادی حیثیت سے اقبال کی نظم کی طرح اعلیٰ درجہ پائے گی۔ مثلاً خود بلبل کی زبان سے سنئے ؎

لڑکو! اگر ہو دانا بتلاؤ بھید کیا ہے ہے کیا سبب کہ دلکش اتنی مری صدا ہے
آؤ تمھیں بتادوں اس کا سبب عزیزو تم غور کرکے سننا یہ بات سب عزیزو
وہ خالقِ دو عالم یعنی خدا ہمارا ہر ایک پیاری شے سے ہے جس کا نام پیارا
ہم سب کا وہ خدا ہے، ہم سب پہ مہرباں ہے دیکھو تو اُس کی قدرت ظاہر جہاں تہاں ہے
کرتا ہے پیار ہم کو وہ باپ ہے ہمارا اور ہر گھڑی نگہباں وہ آپ ہے ہمارا
ہوں گیت روز و شب میں اُس کی ثنا کے گاتی باعث یہی ہے لڑکو! ہوں سب کا دل لبھاتی

حضرت اقبال نے بچّوں کی دعا میں ؎

ہو مرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

میرخوشبو سے معطر ہو زمانہ سارا   بن کے بلبل ہو مرے حُسن پہ دنیا شیدا

کیسے پیارے جذبہ کا اظہار کیا ہے۔ ان اشعار کو پیش نظر رکھئے اور حضرت محروم کا خطاب بھی پھول سے سنئے ؎

اے پھول کاش ہو مری قسمت تری طرح   حاصل ہو رنگ و بوئے محبت تری طرح

جیسے عزیز خلق ہے تو کاش میں بھی ہوں   دلشاد باغ دہر میں تیری طرح رہوں

میری شمیم خلق بھی پھیلے تری طرح   آنکھوں پہ مجھ کو خلق بٹھائے تری طرح

زینت پذیر تجھ سے ہے جیسے ترا چمن   مجھ سے بھی پائے رونق تازہ مرا وطن

تیرا نصیب باغ جہاں میں جو پاؤں میں   اے گُل خدا کے شکر کے سو گیت گاؤں میں

میں نے بچوں کی شاعری کا جو تجزیہ پیش کیا ہے آپ دیکھئے کہ حضرت محروم کی یہ نظمیں قدم قدم پر کس حد تک میرا ساتھ دے رہی ہیں اور میرے خیالات کی تائید میں پیش پیش ہیں۔

رہا کھیل کود تو اس کا مآل تندرستی ہے اور یہی مقصد حضرت محروم کے بھی پیش نظر ہے" اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست" یہ دُعا ایسی ہے کہ ہر کہ و مہ اس کی صداقت کا معترف ہے بقول نظیر اکبر آبادی

جتنے سخن ہیں سب سے سخن ہے یہی درست   اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

آپ نے بھی اپنی نظم کا عنوان "تندرستی ہزار نعمت ہے" رکھا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

کوئی کہتا ہے کہ دنیا میں ہے دولت اچھی   ہے کسی شخص کی دانست میں حکمت اچھی

کوئی کہتا ہے کہ اچھی ہے طبیعت اچھی   کوئی کہتا ہے کہ اچھی ہے تو صورت اچھی

میں یہ کہتا ہوں کہ ہر شے سے ہے صحت اچھی

ایک ہی تیر سے دو شکار ؎

علم کا شوق ہے گر دل میں تمھارے لڑکو   بات سن لو یہ مری غور سے پیارے لڑکو

گر نہیں جیتے داؤں کے سہارے لڑکو   کام محنت سے سنور جائیں گے سارے لڑکو

علم حاصل نہ ہو جب تک نہ ہو صحت اچھی

غرض صحت اور تندرستی کا دارومدار ہے کھیل اور ورزش پر۔ گویا بالواسطہ آپ نے اس نظم کے ذریعے صبح کی ہوا خوری، دوسری جسمانی ورزشوں اور میدانی کھیلوں کی تلقین فرمائی ہے۔

عام معلومات کے لحاظ سے ہر نظم ایک کارآمد ذخیرہ ہے۔ تاہم "نمائشی گاڑی" کے عنوان پر نظم لکھ کر آپ نے معلومات کا ایک خزانہ بچّوں کی چشم تصوّر کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

غرض حضرت محروم نے جو ریاض شاعری میں کیا ہے اور اس سرزمین میں جو ایک چمن زار کھلایا ہے "بہار طفلی" اس چمن کے ایسے شگفتہ پھولوں سے بھرپور ہے کہ جن کی خوشبو سے نہ صرف لڑکوں اور لڑکیوں کے مشام ذہن معطر ہوں گے۔ بلکہ اس کی خوشبو ساری زندگی اُس کی راہ عمل کو معطر کرتی رہے گی۔

زبان کے بارے میں کیا عرض کروں؟ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ دو ایسے بزرگوں کی رائیں پیش کر دوں جو اس بحث میں قولِ فیصل کا حکم رکھتی ہوں۔

بابائے اُردو مولوی عبدالحق صاحب حضرت محروم کے "گنجِ معانی" جیسے ضخیم مجموعۂ کلام کا مطالعہ

کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

"اس کلام کو پڑھ کر جو گلزار شاعری کے رنگ برنگ پھولوں کا گلدستہ ہے کون کہہ سکتا ہے کہ منشی تلوک چند محروم ایک ایسے مقام کے رہنے والے ہیں جسے اہلِ پنجاب بھی ایک گوشۂ دور افتادہ سمجھتے ہیں۔ اُن کو زبان پر ایسی قدرت ہے اور اُن کے بیان میں ایسی صفائی ہے کہ مدعیانِ زبان میں سے بھی ہر ایک کو نصیب نہیں[1]"

نظم میں حضرت اکبر الہ آبادی کی رائے بھی سن لیجئے ؎

ہے داد کا مستحق کلامِ محروم ۔۔۔ لفظوں کا جمال اور معانی کا ہجوم

ہے اِن کا سخن مفید و دانش آموز ۔۔۔ اِن کی نظموں کی ہے بجا ملک میں دھوم[2]

اس رباعی کا اطلاق "معانی کے ہجوم" کے اعتبار سے شاید "بہارِ طفلی" پر نہ ہو، اور میری رائے میں بچوں ان نظموں میں ہونا بھی نہیں چاہیئے۔ تاہم لاریب "بہارِ طفلی" کا "سخن" "بچوں کے لئے" "مفید اور دانش آموز" ضرور ہے۔

خاتمۂ سخن میں محروم کی عام شاعری کے بارے میں جو خیال شیخ عبدالقادر جیسے سخن فہم اور سخن شناس نے ظاہر کیا ہے اور جس کا وافر حصہ "بہارِ طفلی" کے حصے میں بھی آیا ہے۔ میری رائے میں وہ بالکل درست ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں۔

"محروم اپنے تخلص کی مناسبت سے دنیا کی بعض نعمتوں سے محروم رہے ہوں تو اور بات ہے مگر خدا داد لطفِ سخن اور موزونیٔ طبع سے انھیں حصہ وافر ملا ہے۔ اور اُن کا کلام خلعتِ قبولِ عام سے محروم نہیں رہا۔ بڑے بڑے سخنوروں نے اُن کی شاعری کو سراہا ہے، اور اُن کے حسنِ بیان کی تعریف کی"۔

"بندش کی چستی، خیالات کی پاکیزگی، حضرت محروم کے اشعار کی خصوصیات ہیں۔ مگر اُن کی شاعری کا جو وصف مجھے خاص طور پر پسند ہے وہ یہ ہے کہ اس میں صلح و محبت کی تلقین ہے"۔

محروم کی شاعری کی کم و بیش یہی خوبیاں ان بچوں کے لئے مخصوص منظومات میں بھی ہیں۔ مجھ ناچیز کو یہ پایہ کہاں نصیب جو مذکورہ بزرگوں کو زبان و ادب میں حاصل ہے۔ تاہم ایک طالب علم کی حیثیت سے میں حضرت محروم کی خدمت میں خراجِ تحسین پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں کہ "بہارِ طفلی" میری دانست میں طالب علموں ہی کے لئے ہے۔ اور اس لحاظ سے میں اپنے تئیں اس خیال کا حقدار سمجھتا ہوں۔

جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۔۔۔ محمد شفیع الدین نیّر

[1] گنجِ معانی کا سرورق صفحہ ۲ [2] رباعیاتِ محروم صفحہ ۸

طبعزاد نظمیں

دُعا

ہر چیز سے عیاں ہے یارب ظہور تیرا

خورشید میں، قمر میں، تاروں میں نُور تیرا

قُدرت سے تیری ساکن، قدرت سے تیری جاری

قائم ترے سہارے ہے کائنات ساری

باقاعدہ ہے تجھ سے سارا نظامِ عالم
قُدرت کے ہیں کرشمے یہ صبح و شامِ عالم

روشن کرے فلک پر پیہم جو چل رہے ہیں
دن رات بن رہے ہیں، موسم بدل رہے ہیں

ارض و سما کے عامل جو کام کر رہے ہیں
یکسر تری اطاعت کا دم وہ بھر رہے ہیں

حاضر ہیں تیرے در پر پروردگار ہم بھی
ہیں رحم اور کرم کے اُمّیدوار ہم بھی

علم و عمل کا رستہ یارب ہمیں دکھا دے
جس سے ملے سعادت اُس راہ پہ چلا دے

یارب! تری رضا کے طالب رہیں ہمیشہ
نیکی کریں، بدی پر غالب رہیں ہمیشہ

عُقبیٰ کی سرخروئی، دُنیا کی کامگاری
حاصل ترے کرم سے ہم کو ہو ذاتِ باری

وہ علم دے، ہو جس سے دانش کا نور دل میں
پروردگار دیکھیں تیرا ظہور دل میں

خدا کا شُکر

زباں پر نہ کیوں کر ترا شُکر آئے
کہ احساں ہیں تیرے ہزاروں خدایا

مجھے تُو نے دی زندگانی سی نعمت
عطا عقل کی اور انساں بنایا!

بجز تیرے کس کے بنائے سے بنتی
یہ کَل جسم کی جس کو تُو نے چلایا

کیا میہماں رُوح کو تن کے گھر میں
کرشمہ یہ حکمت کا تُو نے دکھایا

یہ قُدرت ہے تیری، یہ صنعت ہے تیری
کہ مٹّی کو دانا و بینا بنایا

محبت سے دل کو کیا شاد میرے
دیا سر پہ ماں باپ کا تُو نے سایا

دئے مجھ کو بھائی بہن پیارے پیارے
محبّت کا ہر سمت دریا بہایا

کرم سے ترے کھیتیاں لہلہائیں
نمی اور حرارت نے اُن کو پکایا

سمندر، جزیرے، پہاڑ اور دریا
جو منظر دکھایا سو دل کش دکھایا

چمک چاند سورج کو تُو نے عطا کی
ستاروں نے تجھ سے ہی یہ نُور پایا

ستاروں کو جگمگ سرِ آسماں کی
تو پھولوں کو فرشِ زمیں پر کھلایا

رہا گرچہ آنکھوں سے پنہاں ہی پنہاں
نظر اپنی قُدرت سے تو ہم کو آیا

تری یاد سے دل نہ غافل ہو میرا
دُعا تجھ سے ہر دم کی ہے یہ خدایا!

سالِ نَو مُبارک

۱

مُبارک سالِ نَو اے نونہالانِ وطن! تم کو

خدا دل کی اُمنگوں میں کرے ذوقِ عمل پیدا

چڑھیں پروان ننھّے ننھّے پودے آرزوں کے

ہوں ان میں نیکیوں کے خوبصورت پھُول پھل پیدا

۲

مُبارک اے عزیزانِ وطن! ہو سالِ نو تم کو

تمھارے واسطے یہ سال فرّخ فال ہو جائے

جو کرنا ہے کرو پکّے ارادے باندھ کر دِل میں

کہ حسرت رہ نہ جائے ختم جب یہ سال ہو جائے

بچّوں کو نیا سال مُبارک

مُبارک ہو تم کو نیا سال بچّو!
نئے سال میں تم ہو خوشحال، بچّو
نئے ولولے ہوں، نیا شوق پیدا
نیا دل میں ہو علم کا ذوق پیدا
خوشی کشورِ دل میں پیدا نئی ہو
مسرّت کی دُنیا ہویدا نئی ہو
طبیعت میں پیدا نئی تازگی ہو
نئے تم، نیا دل، نئی زندگی ہو
اُمیدیں نئی دل کو پھر گُدگُدائیں
اُمنگیں نئی پھر نیا رنگ لائیں
نئے سر سے میدانِ ہمّت میں آؤ
نئے قابلیت کے جوہر دکھاؤ
پڑھو اور محنت سے تم نام کرلو
بڑھے جس سے عزّت وہی کام کرلو

ہمارا دیس

سب سے اچھا دیس ہمارا دُنیا بھر سے نیارا ہے
پیارا دیس ہمارا بھارت ہم کو دل سے پیارا ہے
اپنے دل کا سہارا ہے
بھارت دیس ہمارا ہے!

اُونچے اُونچے پربت اس کے لہراتے ہیں جن پر جنگل
مور پپیہے اور کوئل سے جنگل میں ہوتا ہے منگل
کیسا خوب نظارا ہے
بھارت دیس ہمارا ہے!

دریا اِس کے لمبے چوڑے ‏ میٹھا سرد ہے جن کا پانی
دیکھے کوئی ساوَن میں آکر ‏ اُن کا چڑھنا، اُن کی روانی

زَد . پہ ہر اک دھارا ہے
بھارت دیس ہمارا ہے!

اِس کی خاک سے ہو کر پیدا ‏ ہم نے سُدھ بُدھ پائی ہے
کیوں نہ کریں گے اِس کی سیوا ‏ اپنی اِس میں بھلائی ہے

اِس کے سِوا کیا چارا ہے؟
بھارت دیس ہمارا ہے!

کام

ہو کبھی انساں نہ بے دِل کام سے
کیوں کہ ہوتا ہے یہ کامِل کام سے

کام میں ہیں مہر و ماہ و ابر و باد
سج گئی دُنیا کی محفِل کام سے

اہلِ ہمّت کا ہے خود حامی خُدا
برکتیں ہوتی ہیں نازِل کام سے

عزّتیں محنت سے پا جاتے ہیں لوگ
مرتبے ہوتے ہیں حاصِل کام سے

مُرد کہلانا اُنھیں زیبا نہیں
جی چُراتے ہیں جو مشکل کام سے
نام حاصل کر گئے دُنیا میں جو
وہ ہوئے شہرت کے قابل کام سے
چُست لڑکے شوق سے کرتے ہیں کام
اور گھبراتے ہیں کاہل کام سے
کیوں گنواؤ تاش اور چوسر میں وقت
کب ہیں اچھے یہ مشاغل کام سے
دین و دُنیا سے گیا محروم وہ
ہو گیا جو شخص غافل کام سے
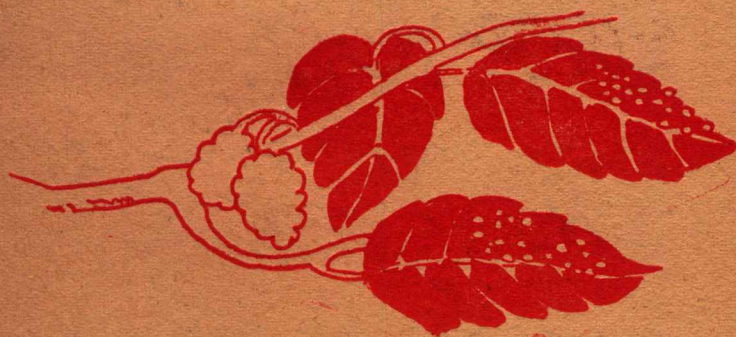
سویرے اُٹھنا

اُٹھتا ہے سویرے جو لڑکا　　ہے سارا دن وہ خوش رہتا
جب باہر سیر کو جاتا ہے　　خُوش ہو کر واپس آتا ہے
کرتا ہے باغ کی سیر کبھی　　ہوتی ہے جس سے دل کو خوشی

ہنستے ہیں پھول جو شاخوں پر　　مُنہ اُن کے ابھی ہیں اوس سے تر
بچّے ہیں باغ کے یہ گویا　　ماں صبح دُھلاتی ہے مُنہ اُن کا
مُنہ دھونے سے کب روتے ہیں　　یہ ہنستے ہیں خوش ہوتے ہیں

کیا نرم ہے پاؤں تلے سبزہ — اک فرش بچھا ہے مخمل کا

اُڑ اُڑ کے پرندے گاتے ہیں — یہ تانیں خوب اُڑاتے ہیں

تعریف خدا کی کرتے ہیں — دم اُس کے کرم کا بھرتے ہیں

واپس جب گھر کو آتا ہے — کچھ پیتا ہے، کچھ کھاتا ہے

بستے کو بغل میں دباتا ہے — سیدھا اسکول کو جاتا ہے

دن بھر محنت سے پڑھتا ہے

اور سب سے آگے بڑھتا ہے

اچھے کام

فارغ جہاں میں کوئی نہیں کام کاج سے
مجبور ہے ہر ایک جہاں کے رواج سے

قدرت بتا رہی ہے یہ اپنے نظام سے
ہے کارگاہِ دہر کی تکمیل کام سے

خورشید و ماہ و انجم تاباں ہیں کام میں
مصروف ہیں کسی نہ کسی انصرام میں

ہیں ابر و برق و باد بھی مامور کام پر
شاہد ہیں اِن کی کارگزاری کے بحر و بر

قُدرت سے آدمی نے سبق کام کا لیا
لیکن پھر اس میں خود غرضی کو مِلا لیا
دُنیا اِسی سے دارِ مصیبت ہوئی کہ ہم
کرتے ہیں فیضِ عام کے دُنیا میں کام کم
قُدرت کے مُدّعا کو سمجھتے اگر ذرا
دُنیائے زشت ہوتی نمونہ بہشت کا
پابند یُوں تو سب ہیں زمانے میں کام کے
اچھے وہی ہیں کام جو ہیں فیضِ عام کے!

کتاب

لڑکو! بُرے بھلے کی جنھیں کچھ تمیز ہے
کیا چیز اُنھیں کتاب سے بڑھ کر عزیز ہے؟
بہتر کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے
اچّھا کوئی شفیق نہیں ہے کتاب سے
دُنیا کے دوستوں کی محبّت سدا نہیں
اِس سے مگر جُدائی کا کھٹکا ذرا نہیں

ساتھی یہ وہ نہیں کہ کبھی ساتھ چھوڑ دے

کیا دوست، لے کے ہاتھ میں جو ہاتھ چھوڑ دے

ہم راز ہے یہ راز چھپاتا نہیں کبھی

اور جھوٹ موٹ بات بناتا نہیں کبھی

دل کا جو حال ہے، وہ سراسر زباں پہ ہے

جیسا خیال ہے وہ سراسر زباں پہ ہے

گرچہ نہیں ہے اُس کے دہن میں زباں کوئی

اُس سا نہیں جہان میں شیریں بیاں کوئی

رُوئے زمیں کے سارے مظاہر اسی میں ہیں

باغِ جہاں کے سارے مناظر اسی میں ہیں

دیکھا ہے سب کتاب میں جو کچھ جہاں میں ہے

موجود ہے زمین پہ یا آسماں میں ہے

دریا رواں ہے یا کوئی اُونچا پہاڑ ہے

جنگل ہرا بھرا ہے کہ میداں اُجاڑ ہے

سُوکھے ہوئے درخت ہیں یا میوہ دار ہیں

پھُولوں سے ہیں سجے ہوئے یا خار خار ہیں

سب کچھ کتاب ہم کو دکھاتی ہے ہُو بہ ہُو
اِن سب کا حال ہم کو سُناتی ہے مُو بہ مُو
پربت اِسی میں اور سمندر اسی میں ہے
لالوں کی کان اِسی میں ہے گوہر اسی میں ہے
دیکھو تو ہے اِسی میں چمن کی بہار بھی
شمشاد بھی ہیں، سرو بھی ہیں، لالہ زار بھی
بُوٹے گلاب کے بھی ہیں، اور کیاریاں بھی ہیں
صحنِ چمن میں پھُولوں کی گُل کاریاں بھی ہیں
آتا ہے جھُوم جھُوم کے ابرِ بہار بھی
بگلوں کی آسماں پہ ہے اُڑتی قطار بھی
بُلبُل بھی اپنے گیت سُناتی ہے آن کے
ہر شاخ پر گُلوں کو ہنساتی ہے آن کے
دُنیا کی مُرغ زاروں کے جتنے چرند ہیں
اُڑتے ہوئے ہَوا میں یہ جتنے پرند ہیں
معلوم اِس کتاب کو ہر اِک کا حال ہے
اِس کی کرے برابری، کِس کو مجال ہے

ہر اک کا حال اور ہر اک کی کہانیاں

ہم کو سُنا کے کرتی ہے کیا دِلستانیاں

دُنیا کے سارے شہر یہ ہم کو دکھاتی ہے

اور خوب لہر بہر یہ ہم کو دکھاتی ہے

نقشہ کہیں کھنچا ہے تو تصویر ہے کہیں

اور دِل کو کھینچتی ہوئی تحریر ہے کہیں

دیکھو اِسی میں مہرِ درخشاں کی روشنی

تاروں کی چشمکیں، مہِ تاباں کی روشنی

وہ بھی اسی میں ہے، ہمیں جس کی خبر نہیں

اِس میں لکھا ہوا ہے جو آتا نظر نہیں

کھولو اِسے کہ اس میں خزانہ ہے عِلم کا

اُٹھو! پڑھو پڑھو کہ زمانہ ہے عِلم کا

بے عِلم کی ذرا بھی ضرورت یہاں نہیں

کچھ بھی نہیں جو عِلم کی دولت یہاں نہیں

لڑکو! لگاؤ دل کو تم اپنی کِتاب میں

مانگو دُعا پہنچ کے خدا کی جناب میں

دُعا

پَروردِگار! دے مجھے اُلفت کِتاب کی

بھر دے تُو میرے دل میں محبّت کتاب کی

جب تک کہ دم میں دم ہے میں اِس سے جُدا نہ ہُوں

اور اپنے ایسے دوست سے غافِل ذرا نہ ہُوں!

بُلبُل
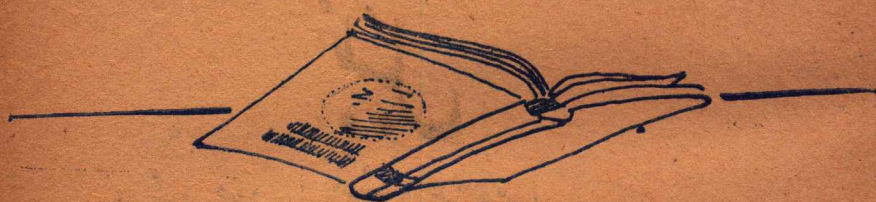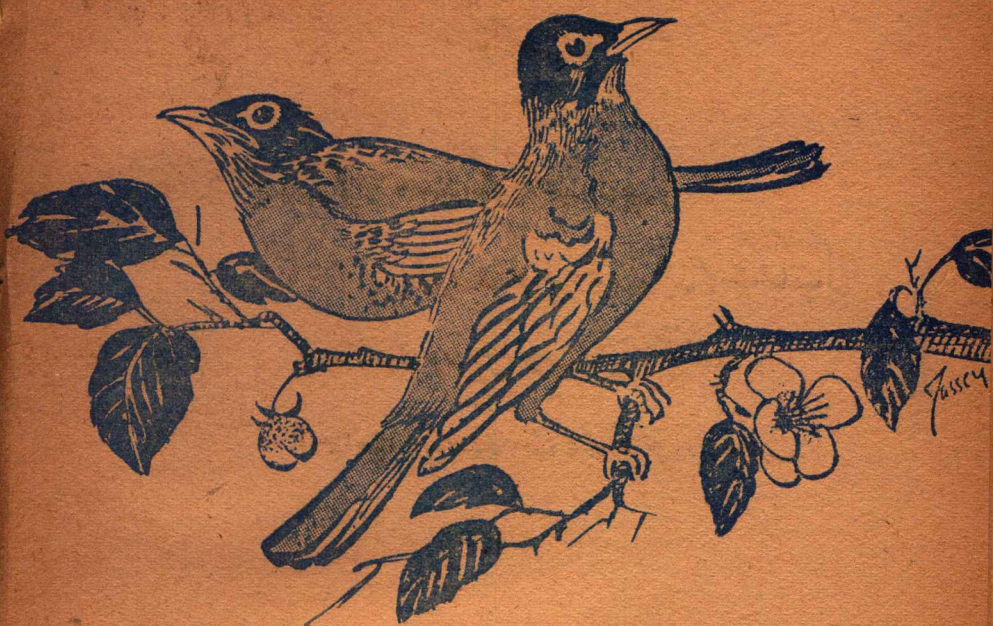
میں ہُوں چہکنے والی، بُلبُل ہے نام میرا
پھُولوں کو دیکھنا ہے گلشن میں کام میرا
ہوں شاخِ گُل پہ اپنا میں آشیاں بناتی
شام و سحر گلوں کو میں گیت ہوں سُناتی
گُل میرے زمزموں پر جب کان ہیں لگاتے
سُن سُن کے میرا گانا پھُولے نہیں سماتے

بخشی صدا شُریلی مجھ کو مرے خُدا نے

بھاتے ہیں آدمی کو دل سے مرے ترانے

گاتے مری ثنا ہیں سارے جہاں کے شاعر

یورپ، عرب، عجم کے، ہندوستاں کے شاعر

چھوٹا سا ایک پنکھی ہوں دیکھنے میں لیکن

رونق نہیں ہے کچھ بھی صحنِ چمن میں مجھ بن

لڑکو! اگر ہو دانا، بتلاؤ بھید کیا ہے

ہے کیا سبب کہ دِل کش اِتنی مرِی صدا ہے

آؤ! تمھیں بتا دوں اِس کا سبب عزیزو

تم غور کرکے سُننا یہ بات سب عزیزو

وہ خالقِ دو عالَم یعنی خدا ہمارا

ہر ایک پیاری شے سے ہے جس کا نام پیارا

جس نے زمیں بنائی جس نے جہاں بنایا

جس نے بنائے تارے اور آسماں بنایا

پَودے اُگائے جس نے، میوے لگائے جس نے

گُلشن کے پھول کانٹے سارے بنائے جس نے

ہم سب کا وہ خدا ہے، ہم سب پہ مہرباں ہے
دیکھو تو اُس کی قدرت ظاہر جہاں تہاں ہے

کرتا ہے پیار ہم سے وہ باپ ہے ہمارا
اور ہر گھڑی نگہباں وہ آپ ہے ہمارا

ہُوں گیت روز و شب میں اُس کی ثنا کے گاتی
باعث یہی ہے لڑکو ہُوں سب کے دل کو بھاتی

محنت

تم کو خیالِ محنت گر صبح و شام ہوگا
کہتے ہیں بخت جس کو، آکر غلام ہوگا
جو دل کا مُدّعا ہے، حاصل تمام ہوگا
محنت سے کام ہوگا، محنت سے نام ہوگا
محنت کرو عزیزو! محنت سے نام ہوگا!

محنت بغیر جینا ممکن نہیں جہاں میں
محنت سے وہ بنا ہے رہتے ہو جس مکاں میں

محنت کا پھل ہیں پودے جتنے ہیں گلستاں میں
محنت لگی ہوئی ہے بُلبل کے آشیاں میں
محنت کرو عزیزو، محنت سے کام ہوگا!

محنت نہ گر برس دن کرتا کساں بچارا
پیدا نہ ہوتا غلّہ، ہوتا نہ گھاس چارا
محتاج روٹیوں کو پھرتا جہان سارا
ہر شخص کو جہاں میں محنت کا ہے سہارا
محنت کرو عزیزو! محنت سے کام ہوگا!

گر چاہتے ہو عزّت، محنت سے وہ ملے گی
درکار اگر ہے شہرت، محنت سے وہ ملے گی
ہے جس کا نام دولت، محنت سے وہ ملے گی
کہتے ہیں جس کو قسمت، محنت سے وہ ملے گی
محنت کرو عزیزو! محنت سے کام ہوگا!

کاہل جو ہیں جہاں میں اُن کا مآل دیکھو
افلاس اور مرض سے ہیں خستہ حال دیکھو

رہتے ہیں ہر گھڑی وہ غم سے نڈھال دیکھو

جو لوگ محنتی ہیں، وہ ہیں نہال دیکھو

محنت کرو عزیزو! محنت سے کام ہوگا!

محنت نے کارِ مشکل آسان کر دکھائے

چیرے پہاڑ لاکھوں، دریا کئی بہائے

پربت کی چوٹیوں پر ہیں رہ گذر بنائے

بیڑے سمندروں میں محنت نے ہیں چلائے

محنت کرو عزیزو! محنت سے کام ہوگا!

محنت سے اے عزیزو! غافل کبھی نہ ہونا

ہشیار و چست رہنا، کاہل کبھی نہ ہونا

گر کام سخت بھی ہو، بے دل کبھی نہ ہونا

دیکھو! اپاہجوں میں شامل کبھی نہ ہونا

محنت کرو عزیزو! محنت سے کام ہوگا!

صفائی

ہر بزم میں توقیر دلاتی ہے صفائی
بھاتی ہے ہر اک دل کو صفائی مرے بھائی
میلا ہے اگر جسم تو دل صاف نہ ہوگا
ظاہر کی صفائی سے ہے باطن کی صفائی
کپڑے جو ہیں ناصاف تو ہے جسم بھی میلا
تم جانتے ہو میل میں ہے کتنی بُرائی
گر صاف رہیں ظاہر و باطن تو مزا ہے
ہے دونوں جہانوں کی اِسی میں تو بھلائی
جو میلے کچیلے ہیں وہ خوش رہ نہیں سکتے
دل میں نہ کبھی اُن کے ذرا خرمی آئی
مہر و مہ و انجم کی طرف آنکھ اُٹھاؤ
قدرت نے ہر اک چیز ہے کیا صاف بنائی
گر صاف ہیں انہار تو شفّاف ہیں چشمے
آئینہ بھی پانی ہو اگر دیکھے صفائی

دُشمنی

عزیزو! کسی کے نہ دُشمن بنو تم!
نہ دُشمن کسی کو تم اپنا بناؤ
حسد جس کو کہتے ہیں وہ آگ ہے اِک
جلو خود نہ اس میں کِسی کو جلاؤ!
نہ ہاتھوں سے اپنے نہ اپنی زباں سے
کِسی اپنے ہم جِنس کا دل دُکھاؤ
محبّت کے جو یا ہیں جاں دار سارے
نہ ہرگز کِسی بے زباں کو ستاؤ
رہو بدلہ لینے کی خواہش سے اُوپر
خطا گر کِسی سے ہوئی بھول جاؤ
تواضع میں عزّت ہے، نخوت میں ذِلّت
بلندی جو پاؤ تو سر کو جھکاؤ
نظر آئے صورت جہاں تفرقے کی
اُسے حُسنِ تدبیر سے تم مِٹاؤ

ہم ہرگز جھوٹ نہ بولیں گے

جس بات پہ ہم مُنہ کھولیں گے — سچ جھوٹ کو پہلے تولیں گے
سچے رستے پر ہولیں گے — کیوں جُھوٹے موتی رولیں گے

ہم ہرگز جُھوٹ نہ بولیں گے!

جس بات سے ہو ناراض خُدا — ماں باپ الگ ہوں جس سے خفا
رنجیدہ ہو اُستاد جُدا — اِس بات سے ہم کو حاصل کیا

ہم ہرگز جُھوٹ نہ بولیں گے!

کرتا ہے جُھوٹ پہ کون یقیں — سب جُھوٹ پہ کرتے ہیں نفریں
جُھوٹے کی قدر نہیں ہے کہیں — یہ سچ ہے سانچ کو آنچ نہیں

ہم ہرگز جُھوٹ نہ بولیں گے!

گو سچ پر جان بھی جاتی ہو — گو موت کھڑی دھمکاتی ہو
پتّھر کے نیچے چھپاتی ہو — اور سانس اُلٹ کر آتی ہو

ہم ہرگز جُھوٹ نہ بولیں گے

سچ سچ ہے، جھوٹ ہے جھوٹ سدا ذِلّت انجام ہے جھوٹے کا
اک بار جو ثابت ہو جھوٹا اُس کی دُنیا میں وقعت کیا
ہم ہرگز جھوٹ نہ بولیں گے!

سچّے کی عزّت ہوتی ہے جھوٹے کی ذِلّت ہوتی ہے
سچّے پر رحمت ہوتی ہے جھوٹے پر لعنت ہوتی ہے
ہم ہرگز جھوٹ نہ بولیں گے!

سچ بات کا ہم کو سہارا ہے سچ جان سے ہم کو پیارا ہے
دُشمن یہ جھوٹ ہمارا ہے دشمن کو ہم نے مارا ہے
ہم ہرگز جھوٹ نہ بولیں گے!

دی سچّی زبان خدا نے ہمیں توبہ! توبہ! کیوں جھوٹ کہیں
جو جھوٹ کہیں وہ خوار پھریں یارب! ہم جھوٹ سے دُور رہیں
ہم ہرگز جھوٹ نہ بولیں گے!

محروم ہمیں سچ کہتا ہے جو سچّا ہے خوش رہتا ہے
ہنس کھیل کے رہتا سہتا ہے جو جھوٹا ہے غم سہتا ہے
ہم ہرگز جھوٹ نہ بولیں گے!

جھوٹ بڑا پاپ ہے!

جُھوٹ نہ بولو کبھی — جب بھی کہو سچ کہو
سچ سے محبّت کرو — جُھوٹ سے بچتے رہو
جُھوٹ بڑا پاپ ہے!

جس نے کِسی شخص سے — جُھوٹ کہا ایک بار
قدر نہ اُس کی رہی — صاف مِٹا اعتبار
جُھوٹ بڑا پاپ ہے!

سچ کا بڑا مان ہے — جُھوٹ کی عزّت نہیں
سچ ہے بہت قیمتی — جُھوٹ کی قیمت نہیں
جُھوٹ بڑا پاپ ہے!

سچ ہے اُجالا اگر جھُوٹ اندھیرا ہے گھُپ
سچ نہ اگر کہہ سکو جھُوٹ سے اچھّی ہے چُپ
جھُوٹ بڑا پاپ ہے!
پاؤں نہیں جھُوٹ کے چل نہیں سکتا ہے جھُوٹ
کوئی نہیں مانتا جب کوئی بکتا ہے جھُوٹ
جھُوٹ بڑا پاپ ہے!
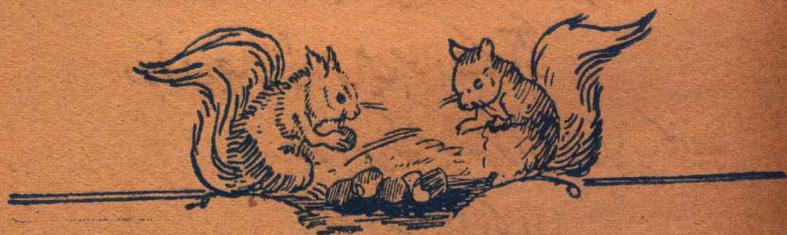
ادب

بھاتا ہے سب کے دل کو، ہر اک کو عزیز ہے

لڑکا جو پیش آئے بزرگوں سے باادب

اخلاق کی اگر کہیں تصویر کھنچ سکے

سب خوبیوں میں آئے نظر خوش نُما ادب

دونوں جہاں کی اِس میں سعادت کا راز ہے

لازم ہر اک بشر کو ہے ماں باپ کا ادب

اُن رہرووں نے عِلم کی منزل کو پالیا

راہِ طلب میں جن کا ہوا رہنما ادب

بے بہرہ جو ادب سے ہے وہ بے نصیب ہے

مشہور با نصیب ہے دُنیا میں باادب

بَد زبانی سے پرہیز کرو

نہ تیغِ زباں کو کرو تیز لڑکو!
نہ کہلاؤ دُنیا میں خُوں ریز لڑکو!
نہ ہو گفتگو تلخی انگیز لڑکو!
سخن لب پہ ہو شکر آمیز لڑکو!
کرو بد زبانی سے پرہیز لڑکو!

ہے مرغوب ہر اک کو شیریں زبانی
شرافت کی، تہذیب کی ہے نشانی
دلوں پر کیا کرتی ہے حُکمرانی
بناتی ہے دشمن کو بھی یارِ جانی
کرو بد زبانی سے پرہیز لڑکو!

سدا بد زبانی نے فتنے اُٹھائے
ہوئے دوست بدخواہ، اپنے پرائے
کہو تم جسے بد وہی بد سنائے
پلٹ کر صدا جیسے گنبد سے آئے
کرو بَد زبانی سے پرہیز لڑکو!

کوئی پیشہ ور ہو کوئی باہنر ہو
ہو محتاج یا صاحبِ مال و زر ہو
وہی کامراں ہے یہ تم کو خبر ہو
جو شیریں زبانی سے بھی بہرہ ور ہو
کرو بَد زبانی سے پرہیز لڑکو!

عزیزو! نہ بیزار تعلیم سے ہو
کہ تہذیبِ اطوار تعلیم سے ہو
ہر اک نیک کردار تعلیم سے ہو
درست اپنی گفتار تعلیم سے ہو
کرو بَد زبانی سے پرہیز لڑکو!
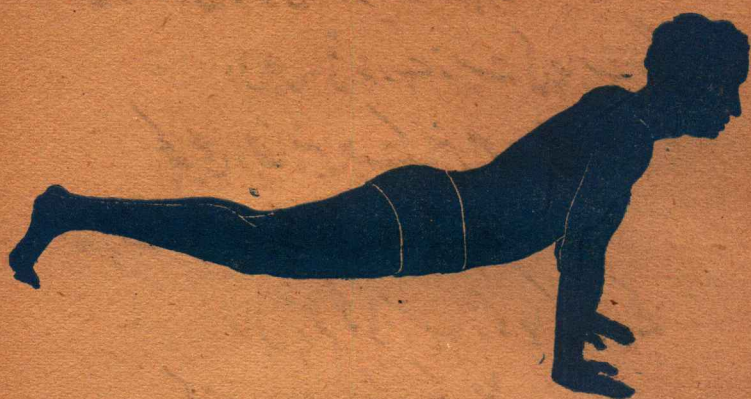
تندرستی ہزار نعمت ہے

کوئی کہتا ہے کہ دُنیا میں ہے دولت اچھّی
ہے کسی شخص کی دانست میں حکمت اچھّی
کوئی کہتا ہے کہ اچھّی ہے طبیعت اچھّی
کوئی کہتا ہے کہ اچھّی ہے تو صورت اچھّی
میں یہ کہتا ہوں ہر اک شے سے ہے صحّت اچھّی
نہیں صحّت کے برابر کوئی نعمت ہرگز
ہو نہ صحت تو میسّر نہ ہو راحت ہرگز

مال دے دل کو خوشی، اور نہ دولت ہرگز

دل میں باقی نہ رہے زیست کی چاہت ہرگز

کچھ بھی اچھّا نہیں جب تک نہیں صحت اچھّی

قدرِ صحّت کوئی بیمار کے دل سے پُوچھے

حالِ پُرغم کوئی بیمار کا جا کر دیکھے

یوں وہ کہتے ہیں جو اِس چیز کو ہیں کھو بیٹھے

زندگانی کا مزا گر ہے تو ہے صحت سے

اچھّی ہر چیز ہے جب تک کہ ہے صحّت اچھّی

علم کا شوق ہے گر دل میں تمھارے لڑکو!

بات سُن لو یہ مری غور سے، پیارے لڑکو!

گر نہیں جیتے دواؤں کے سہارے لڑکو!

کام محنت سے سنور جائیں گے سارے لڑکو!

علم حاصل نہ ہو جب تک نہ ہو صحّت اچھّی

گر یہ چاہو کہ بڑے ہو کے بنو با اقبال

اپنی صحّت کا تمھیں چاہیئے ہر وقت خیال

پھر نہ پاس آئیں گے اندوہ و غم و رنج و ملال
دِل لگا کر جو کرو علم کو حاصل مہ و سال
جی نہ اُکتائے گا جب تک کہ ہے صحّت اچھی

سُست لڑکے نہیں ہوتے ہیں توانا ہرگز
اپنی صحّت کو نہ سُستی میں گنوانا ہرگز
سُست رہنے کا نہیں ہے یہ زمانہ ہرگز
جی نہ تم سختیِ ورزش سے چُرانا ہرگز
کیوں کہ ورزش ہی سے رہ سکتی ہے صحت اچھی

نصائح منظوم

جو لوگ کہ ماں باپ کی خدمت نہیں کرتے
حاصل وہ کسی طور مسرّت نہیں کرتے
جو اپنے بزرگوں کی اطاعت نہیں کرتے
حاصل کبھی دنیا میں سعادت نہیں کرتے
ملتی ہے محبّت ہی محبّت کے عوض میں
ناداں ہیں جو اوروں سے محبّت نہیں کرتے
اچھوں سے اُلجھتے ہیں وہ اکثر جو بُرے ہیں
اچھے تو بُروں کی بھی شکایت نہیں کرتے

سمجھے ہوئے ہیں حاضر و ناظر جو خدا کو •
ہرگز وہ بُرے کام کی جُرأت نہیں کرتے

ہیں قابلِ نفرت نہ کرو بات بھی اُن سے!
جو لوگ بُری بات سے نفرت نہیں کرتے

جو کرتے ہیں ہر کام میں اک شوق سے محنت
خوش رہتے ہیں اور شکوۂ قسمت نہیں کرتے

راحت کے طلبگار ہیں جو لوگ سمجھ لو
حاصل وہ کسی طرح سے راحت نہیں کرتے

مُنہ ڈالتے ہیں اپنے گریباں میں جو اکثر
سختی سے وہ اوروں کو ملامت نہیں کرتے

طوطے ہیں کہ پڑھ جاتے ہیں پر رہتے ہیں حیواں
یاں علم سے جو کسبِ شرافت نہیں کرتے

دیکھا ہے کہ رہ جاتے ہیں وہ علم سے محروم
اُستاد کی اپنے جو اطاعت نہیں کرتے

اچّھا آدمی

"حکمراں اچّھا" ہے کوئی اور کوئی "اچھا وزیر"
کوئی ہے "اچھا مُدبّر" اور کوئی "اچّھا امیر"
کوئی ہے "اچّھا قلم زن" کوئی "اچھا تیغ زن"
کوئی "اچّھا پہلواں" ہے کوئی "اچّھا اہلِ فن"
کوئی ہے "اچّھا مہندس" کوئی "اچّھا فلسفی"
کوئی ہے "اچّھا مورّخ" کوئی "اچّھا منطقی"
کوئی ہے "اچّھا سخن ور" کوئی "اچّھا نُکتہ جُو"
کوئی ہے "اچّھا مُصوّر" کوئی "اچّھا خُوش گُلو"
خُوبیِ قسمت سے بن جاتا ہے کیا کیا آدمی
سب سے "اچّھا" ہے مگر دُنیا میں "اچّھا آدمی"

پھُول

قُدرت نے خُوب رَنگ دیا اور بُو تجھے

کیا جاں فزا ہِلی ہے یہ ہنسنے کی خُو تجھے

تُو خُوبصورتی میں، لطافت میں لاجواب

مِلتا نہیں ہے رُوئے زمیں پر ترا جواب

تارے بِلائیں آنکھ، نہیں اُن میں یہ تو ال

اِن میں چمک دمک ہے، مگر رنگ و بُو کہاں

نازک ہے تو لطیف ہے اور سیم و زر ہیں سخت

پتھّر ہیں تیرے سامنے لعل و گُہر ہیں سخت

جب تُو کھِلا چمن میں فضا مُسکرا گئی!

نکہت کو تیری لے کے چمن سے ہَوا گئی

اے پھُول! کاش ہو مری قسمت تری طرح

حاصِل ہو رنگ و بُوئے محبّت تری طرح

جیسے عزیزِ خلق ہے تُو کاش میں بھی ہوں

دل شادِ باغِ دہر میں تیری طرح رہوں

میری شمیمِ خُلق بھی پھیلے تری طرح

آنکھوں پہ مجھ کو خلق بٹھائے تری طرح

زینت پذیر تجھ سے ہے جیسے ترا چمن

مجھ سے بھی پائے رونقِ تازہ مرا وطن

تیرا نصیب باغِ جہاں میں جو پاؤں میں

اے گُل خُدا کے شکر کے سو گیت گاؤں میں

برسات

آئی ہیں گھِر کر کالی گھٹائیں
چلتی ہیں کیا کیا ٹھنڈی ہوائیں

برسات آئی

برسات آئی

پڑنے لگا مینہ کیا مُوسلا دھار
گلیوں سے پانی نکلا لگا تار

برسات آئی

برسات آئی

وہ آرہی ہے باغوں سے ہر سُو
موروں کی جھنکار کوئل کی کُو کُو

برسات آئی

برسات آئی

اب ہر طرف ہے پانی ہی پانی
رُت آگئی ہے کیسی سُہانی

برسات آئی

برسات آئی
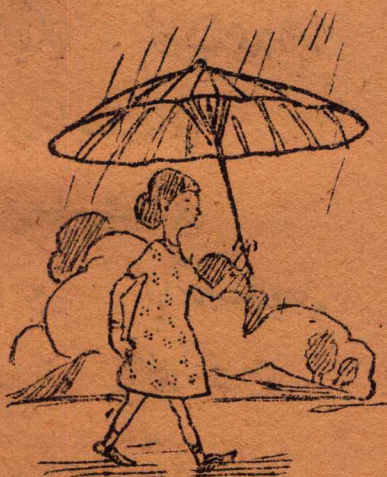
جیسی کرنی ویسی بھرنی

بجا مکتب میں جب چُھٹّی کا گھنٹہ
لیا سب لڑکیوں نے گھر کا رستہ
چلیں گھر کی طرف دِل شاد ہو کر
کہ ہوتی ہے خوشی آزاد ہو کر
سلیقہ سے، ادب سے اور حیا سے
چلیں، لیکن قدم جلدی اُٹھا کے
کہ رستے میں نہ ہوں اوقات برباد
نصیحت اپنی اُستانی کی تھی یاد
کوئی کہتی کہ بہنو! جلد آؤ
اگر طاقت ہے پاؤں میں دکھاؤ
مرا بھائی بھی پڑھ کر آیا ہو گا
مگر کھانا نہ اُس نے کھایا ہو گا

کہ جب تک میں نہ ہوں کھاتا نہیں وہ

چلو! بھوکا نہ بیٹھا ہو کہیں وہ

کوئی کہتی کہ میرا ننّھا بھائی

جسے روتا ہوا میں چھوڑ آئی

ابھی تک گھر میں ہوگا وہ مچلتا

سوا میرے نہیں ہرگز بہلتا

کوئی کہتی کہ میری ماں تھی بیمار

کیا آتے ہوئے گو میں نے اصرار

کہ امّاں جاں نہ جاؤں آج مکتب

کہیں تو کام گھر کا میں کروں سب

ہوا لیکن نہ یہ اُن کو گوارا

کہ میری حاضری میں آئے ناغہ

سو جانا ہے مجھے تو گھر میں جلدی

کہ دیکھوں حالت اب اُن کی ہے کیسی

چلیں بڑھ بڑھ کے وہ اک دوسری سے

کنارے آگئیں سب اک سڑک کے
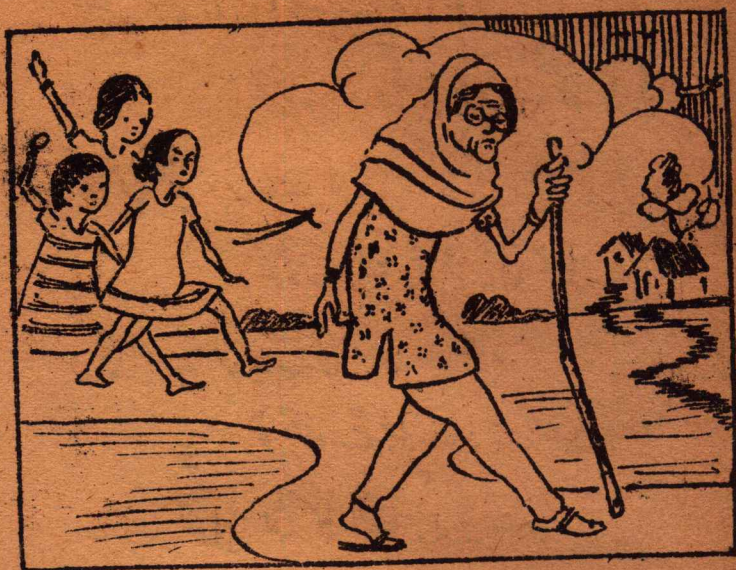
نظر آئی یہاں اک اُن کو بُڑھیا
ضعیفی سے تھا ابتر حال اُس کا
نہ دیتا تھا کچھ آنکھوں سے دکھائی
اُسے کہتا تھا ہر اک اندھی مائی
کمر کُبڑی، کماں سے بھی زیادہ
جُھکی تھی آسماں سے بھی زیادہ
دہن میں تھا نہ اُس کے دانت کوئی
نہ ہو گی پیٹ میں بھی آنت کوئی

کہیں سے تھی وہ رستہ بھول آئی

غریب اندوہگیں تھی" اندھی مائی

کھڑی تھی دیر سے کوئی نہ گُزرا

کہ جس سے پُوچھ لیتی اپنا رستہ

سُنی جب لڑکیوں کی اُس نے آواز

تو تُتلاتے ہوئے دی اُس نے آواز

کوئی اللہ کا ایسا ہو پیارا

بتاتا جائے مجھ کو آ کے رستہ

بڑھی سُن کر یہ آ گے ایک لڑکی
نہ تھی وہ لڑکیوں میں نیک لڑکی

نہ تھا پڑھنے پڑھانے سے اُسے کام
کہ تھا ہنسنے ہنسانے سے اُسے کام

یہ سُوجھی اپنے لچھن اب دکھائے
ہنسے، ہمجولیوں کو بھی ہنسائے

گئی اور جاتے ہی بُڑھیا کی لکڑی
ہنسی کو ضبط کر کے اُس نے پکڑی

ہوئی دِل میں نہایت شاد بُڑھیا
وہ سمجھی ہے کوئی یہ نیک بندہ

دُعائیں دیں اُسے اور پیچھے ہولی
مگر وہ دخترک مُنہ سے نہ بولی

اُسے لے کر چلی وہ اک طرف کو
شرارت تم ذرا لڑکی کی دیکھو

گڑھے میں جا کے بُڑھیا کو گرایا
گری بُڑھیا تو شور اُس نے مچایا

بُرا کہنے لگی اور بد دُعا دی
یہی انعام پاتے ہیں فسادی
بہت سی لڑکیاں تو جا چکی تھیں
مگر جو یہ تماشہ دیکھتی تھیں
ہنسیں اس بات پر وہ کھلکھلا کر
چلیں گھر کی طرف تالی بجا کر

مگر کچھ لڑکیاں جو نیک دِل تھیں
بڑھیں بُڑھیا کی جانب دینے تسکیں

گڑھے سے اُس کو ہِل جُل کر نکالا
جو تھا بُڑھیا کا رستہ اُس پہ ڈالا
چلی بُڑھیا اُنھیں دے کر دُعائیں
گئیں وہ اپنے گھر دے کر دُعائیں

وہ لڑکی جس نے کی تھی یہ شرارت
گئی گھر میں تو آئی اُس پہ آفت
جو اِتنی دیر رستے میں لگائی
تو غصّہ ماں کو آیا جب وہ آئی
کہا کیوں آج اِتنی دیر کی ہے
بتا رستے میں کیا کرتی رہی ہے

مگر کچھ بات اُس سے بن نہ آئی
بنایا جھوٹ لیکن مُنہ کی کھائی
جو پہلے آئی تھیں اُن کی زبانی
سُنی تھی ماں نے بُڑھیا کی کہانی
کہا جھُوٹ اور قصُور اپنا چھپایا
تو اُس پر ماں کو دُونا غُصّہ آیا
طمانچے کھینچ کر کچھ ایسے مارے
کہ چیخ اُٹھّی وہ لڑکی دُکھ کے مارے
رہی روتی نہ کھائی اُس نے روٹی
کہ تھی ایسی ہی وہ قسمت کی کھوٹی
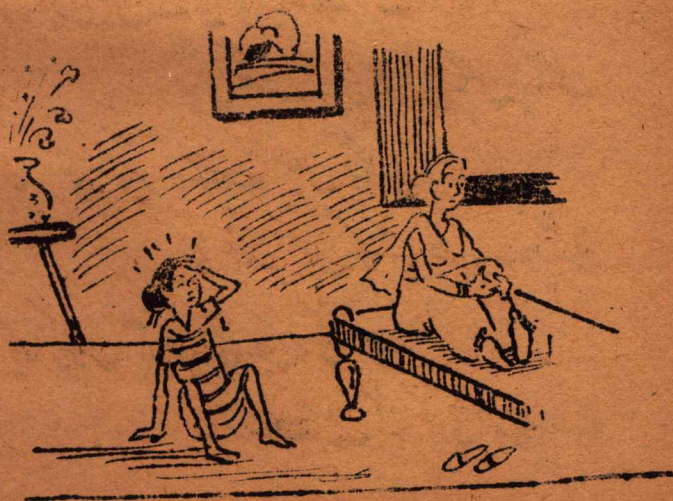
ہوئی جب شام گھر میں باپ آیا!
تو ماں نے حال سب اُس کو سُنایا

کہا اُس نے سزا یہ اپنی پائے!
نہ گھر بھر میں کوئی اِس کو منائے
ہر اک چھوٹے بڑے نے کھانا کھایا
کِسی نے بھی نہ لڑکی کو بُلایا
گئے کھا پی کے اپنے بستروں پر
مزے تا نیند کے لُوٹیں وہ شب بھر
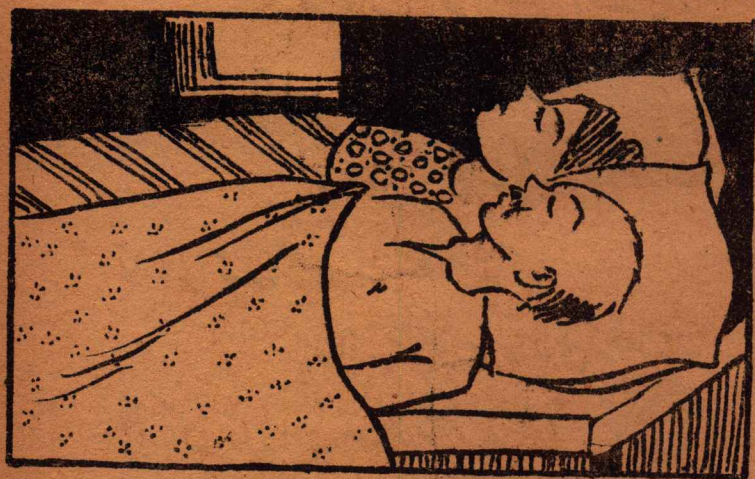
سناؤں تم کو اب لڑکی کی حالت
وہ حالت جس سے آئے سب کو عبرت

یونہی جب روتے روتے سو گئی وہ
تو کیا دیکھا کہ بُوڑھی ہو گئی وہ

نظر آیا عجب یہ خواب اُس کو
کہ جو کرنے لگا بیتاب اُس کو

سفیدی آگئی بالوں پہ اُس کے
سیاہی چھا گئی گالوں پہ اُس کے

کمر کُبڑی ہوئی اُس کی سراسر
کھڑی ہے ہاتھ ٹیکے وہ عصا پر

دہن سے گر چکے ہیں دانت سارے
ہوئے ہیں اُس کے جبڑے کُند آرے

توانائی بدن میں ہے نہ طاقت
ہوئی ہے چُستی و چالا کی رُخصت

سِتم اِک اور اب ہونے لگا ہے
کہ آنکھوں سے اُجالا اُڑ چلا ہے

غرض یوں خواب میں بڑھیا ہوئی وہ
ہوئی بڑھیا تو نابینا ہوئی وہ
یہ حالت جب کہ قسمت نے دکھائی
مصیبت پر مصیبت اور آئی
کہ جانا ہے کہیں اس کو مگر ہائے
نظر آتا نہیں کچھ کس طرح جائے
جہاں اِس کے لئے ظلمت کدہ ہے
کھڑی وہ اس جگہ حیرت زدہ ہے
سہارا کچھ نہیں ہے اس کے پاس
کمر کی طرح ہے ٹوٹی ہوئی آس
وہ اندھی ہے نظر کیا آئے رستہ
نہیں ہے کوئی جو دکھلائے رستہ
یکایک اک صدا آئی کہیں سے
یہ بڑھیا بول اٹھی فوراً وہیں سے
کوئی اللہ کا ایسا ہو پیارا
دکھاتا جائے مجھ کو آکے رستہ

عصا پکڑا کسی نے اُس کا آ کر
دُعا دینے لگی یہ ہاتھ اُٹھا کر
چلی یہ پیچھے پیچھے رہنما کے
قدم آہستہ آہستہ اُٹھا کے
جب اُس کے پیچھے اک جانب پھری وہ
تو دُھم سے اک گڑھے میں جا گِری وہ
جو پیشانی پہ اُس کی چوٹ آئی
پکار اُٹھی دُہائی ہے دُہائی

صدا یہ سُن کے چونکے باپ اور ماں
ہوئے لڑکی کو اپنی دیکھ حیراں
گِری ہے چارپائی سے زمیں پر
مگر ہے نیم خوابیدہ وہیں پر
جگایا اور جگا کر اُس سے بولے
ہُوا کیا؟ تُو نے دیکھے خواب کیسے
تری صورت پہ ہے کیوں خوف چھایا
یہ کِس نے چارپائی سے گِرایا
کہا لڑکی نے دیکھو امّاں! ابا!
مِلا بدلہ مجھے میری خطا کا
جو کَل میں نے کیا تھا پیش آیا
مجھے تُو بخش دے میرے خدایا
کریں اب درگذر میری خطا سے
چھُڑائیں آپ ہی رنج و بلا سے
یہ سُن کر ماں نے چھاتی سے لگایا
کہا کچھ تو بتا کیا پیش آیا

سُنایا خواب لڑکی نے سراپا

وہ اپنی بے کسی اپنا بُڑھاپا

کسی کا آکے وہ رستہ دکھانا

وہ گرنا اور گر کر چوٹ کھانا

کہا لڑکی نے پھر یوں جوڑ کر ہاتھ

نہ اُن کاموں کا دوں گی عمر بھر ساتھ

کہا ماں باپ نے شاباش بیٹی

سعادت ہے اِسی میں صاف تیری

اُسے پھر پیار سے کھانا کھلایا

دلاسا دے کے بستر پر سُلایا

سحر اُٹھ کر ہوئی وہ شادمانی

نئی گویا ملی ہے زندگانی

نُمائشی گاڑی[1]

سجی سجائی، کمالات سے بھری گاڑی

ہُنر وَروں نے یہ تیّار خُوب کی گاڑی

نئے زمانے کا مَظہر ہے یہ نئی گاڑی

رَوانِ عِلم و خِرَد، جانِ آگہی گاڑی

چلو! چلو! کہ وہ آئی نُمائشی گاڑی

[1] متحدہ پنجاب میں ایک گاڑی تعلیمی اغراض کے لیے چلائی گئی تھی۔ جو ہر بڑے اسٹیشن پر ایک دو روز ٹھہرتی تھی اور دُور دُور سے لوگ اُسے دیکھنے آتے تھے۔

چمک دمک میں نہیں ماہ و مشتری سے کم
نہیں ہے حُسن کے پرواز میں پری سے کم
ادا نہیں کوئی اُس کی فسوں گری سے کم
یہ سحر ہے جو نہیں سحرِ سامری سے کم
چلو! چلو! کہ وہ آئی نمائشی گاڑی

شمیمِ گلشنِ شاداب ہے کہ گاڑی ہے
نسیمِ صبحِ جہاں تاب ہے کہ گاڑی ہے
شبابِ حُسن کا یہ خواب ہے کہ گاڑی ہے
نگار خانۂ پنجاب ہے کہ گاڑی ہے
چلو! چلو! کہ وہ آئی نمائشی گاڑی

جہاں ہے دید کا شائق، زمانہ چشم براہ
جہاں پہنچتی ہے، میلہ وہاں ہے شام وپگاہ
ہزار رشک سے انجن کو دیکھتی ہے نگاہ
اُڑائے پھرتا ہے دیکھو! پری کو دیوِ سیاہ
چلو! چلو! کہ وہ آئی نمائشی گاڑی

جو اس کے بانی ہیں، انساں ہیں وہ عجب دُھن کے
خِسرو کو سکتہ ہے توصیف جن کی سُن سُن کے
عجائبات یہ لائی ہے ساتھ چُن چُن کے
سبق سکھاتی ہے تہذیب اور تمدّن کے

چلو! چلو! کہ وہ آئی نمائشی گاڑی

نمُونے صنعت و حرفت کے اِس میں دیکھو گے
شگُوفے نخلِ زراعت کے اِس میں دیکھو گے
طریقے جسم کی صحت کے اِس میں دیکھو گے
خزانے عِلم کی دولت کے اِس میں دیکھو گے

چلو! چلو! کہ وہ آئی نمائشی گاڑی

نہیں ہے اِس سے غرض صرف دل کا بہلانا
کھِلونا اِس کو نہ سمجھو، اگر ہو تم دانا
جو کچھ سکھاتی ہے اِس سے وہ سیکھ کر جانا
رہے نگاہ میں ہر وقت پٹّی گلتیانا[1]

چلو! چلو! کہ وہ آئی نمائشی گاڑی

[1] ضلع کرنال کا وہ صاف ستھرا گاؤں جس کا نمونہ گاڑی میں دکھایا گیا ہے۔

جو تم بھی صاف رکھو اپنے اپنے گاؤں کو

ہو دخل کس لئے پنجاب میں وباؤں کو

قضا رکھے گی یونہی بے اثر دواؤں کو

کہ گھر میں پالتے ہو اپنے تم بلاؤں کو

چلو! چلو! کہ وہ آئی نمائشی گاڑی

تمھارے سامنے نقشہ ترقیوں کا ہے

نظر فروز تماشا ترقیوں کا ہے

اُٹھو! یہ دَورِ دل افزا ترقیوں کا ہے

یہ ریل کیا ہے، اچنبھا ترقیوں کا ہے

چلو! چلو! کہ وہ آئی نمائشی گاڑی
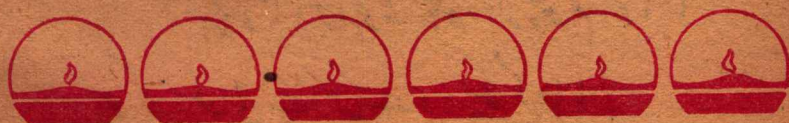
انگریزی نظموں کے ترجمے

نیک بنو!

۱

چھوٹے بچّو! نیک بنو تم
نیکی اچھی ہشیاری سے
دل کے تمھارے راز پنہاں
چہرے ہیں جوں آئینہ دکھاتے

۲

ظالم ہوکر پُھوہڑ ہوکر
اچھّے دوگے تم نہ دکھائی
ہرگز دے نہ سکوگے دھوکا
یاد رکھو اے میرے بھائی

۳

سامنے آئینے کے جاؤ

کر کے بُرائی دِل پر طاری

صاف نظر آئے گا تم کو

ثابت ہوگی بات ہماری

۴

ہیں جتنے اوصاف تمھارے

جن اوصاف سے ہو تم عاری

صاف نظر آئیں گے تم کو

آئینے میں باری باری

۵

مُنحصر آئینے پہ نہیں ہے

دِل کے تمھارے رازِ پنہاں

دیکھنے والے سب دیکھیں گے

ہو جائیں گے سب پہ نمایاں

۶

حُسن جسے کہتے ہیں ، بچّو!

اصل میں ہے وہ چیز نہانی

چھوڑ کے سارے بناوٌ چناوٌ

دِل کو کرو ماہِ کنعانی

۷

پیار کرو نیکی سے ہردم

دل سے بُرے جذبات نکالو

کیوں کہ جو کچھ ہے دل میں تمھارے

صاف نظر آئے گا سب کو

اندھا لڑکا

ہاں ہاں، مجھے بتا دو کیا چیز روشنی ہے
قسمت میں میری لکھا جس کا نہیں نظارا
بینائی چیز کیا ہے؟ وہ کس لئے بنی ہے؟
اس اپنے اندھے لڑکے پر کر دو آشکارا

ہو دیکھتے عجائب، کرتے ہو ذکر اُن کا
کہتے ہو مہرِ تاباں جلوے سے یُوں دکھاتا
بے شک وہ گرم تو ہے، روشن ہے یہ نہ دیکھا
دُنیا میں کِس طرح سے دن رات وہ بناتا

دن رات میں تو اپنے ہوں آپ ہی بناتا
جب سو گیا تو شب ہے، کھیلا کیا تو دن ہے
اور اِس طرح ہمیشہ گر کھیلتا ہی جاتا
گر آدھی رات ہوتی کہتا مرا تو دن ہے

سُنتا ہوں سرد آہیں تم کھینچتے ہو اکثر
کرتے ہو سوزِ دل سے غم میری بے بسی کا
لیکن یہ میرا نقصاں بھاری نہیں ہے مجھ پر
میں جھیلتا ہوں اُس کو، کچھ بھی نہیں ہے پروا

جس چیز پر نہیں ہے کچھ اختیار مجھ کو

وہ کیوں مجھے بنادے اک غم نصیب لڑکا

ہوں بادشاہ، جس دم گاتا ہوں شاد ہو کر

ہوں گرچہ دیکھنے میں اندھا غریب لڑکا
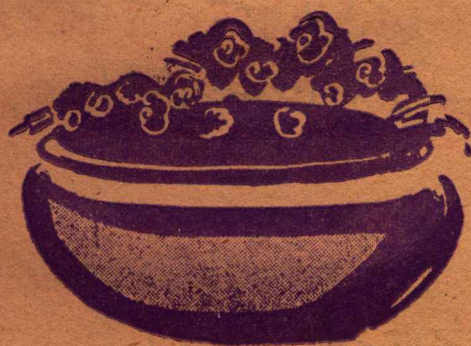
چمکیلا جالا

۱

کہیں ایک مکڑی نے جالا تنا

نہایت ہی باریک سے تار کا

وہ باریک ایسا کہ اُنگلی پہ لو

تو چھُونے سے ہرگز نہ محسوس ہو

اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر

وہ مکڑی بناتی رہی اپنا گھر

پس و پیش القصّہ اور پیش و پس
بنا جالِ بہرِ شکارِ مگس

۲
بہت خوش نما اور چمکتا ہُوا
وہ مکڑی کا گھر آخرش بن گیا
اُسے دیکھنے آگئیں مکّھیاں
کھڑا دُھوپ میں جھولتا تھا جہاں
اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر
لگیں مکّھیاں ناچنے سر بہ سر
کبھی تِیر آسا گذر کر گئیں
پلٹ کر کبھی کھا کے چکّر گئیں

۳
وہ مکڑی کہ تھی بُھوک سے بے قرار
رہی گھات میں اور کیا انتظار
وہ ڈالا کی ہر اِک طرف کو نظر
کہ آنکھوں سے تھا پٹ رہا اُس کا سر

رہیں مکھیاں گھبراڈالے مگر

اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر

ابھی آگے تھیں اور پیچھے ابھی

ابھی اُوپر اُوپر تھیں نیچے ابھی

۴

کہا ایک مکھی سے مکڑی نے یوں

کہ بی! بھوک سے سخت بیتاب ہوں

مرے گھر میں تشریف لاؤ ذرا

مرے ساتھ مِل جُل کے کھاؤ ذرا

نہیں مجھ کو بھاتی ہے تنہا خوری

کہ تنہا خوری کی ہے عادت بُری

اُڑا کیں بدستور وہ سب مگر

اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر

یہاں سے وہاں اور پھرنا کہاں

پلٹ کر اُڑیں اک طرف مکھیاں

۵

یہ تم دیکھتے ہو کہ وہ تکھیاں

تھیں ہشیار جالے ہیں جاتیں کہاں

وہ جالے کا کرتی رہیں گو طواف

مگر دور بچتی گئیں صاف صاف

وہ چکّر پہ چکّر لگاتی چلیں

بہم ناچتی اور گاتی چلیں

اِدھر سے اُدھر اور پھر ناگہاں

پلٹ کر پرے اُڑ گئیں مکّھیاں

ٹکرائے جا سر اپنا

۱

ٹکرائے جا سر اپنا، ساحل کے پتھّروں سے

ٹکرائے جا سر اپنا، ٹکرائے جا سمندر

اے کاش میں بھی اُس کو لفظوں میں ڈھال سکتا

حالت گزر رہی ہے اِس وقت جو کہ دل پر

۲

کیا کھیل کود میں ہے مچھوے کا طفل شاداں

بل کر بہن سے کیا کیا نعرے لگا رہا ہے

اور ناخدا پسر بھی کچھ کم نہیں ہے اُس سے

کشتی میں جو کہ اپنی تانیں اُڑا رہا ہے

۳

کیا شان دار بجرے بندر کو جا رہے ہیں

دامانِ کوہ میں ہے آرام گاہ جن کی

جو ہاتھ چھپ گئے ہیں اے کاش اُن کو چھو لوں

اور وہ صدا سنوں جو اب ہے تہِ خموشی

۴

ٹکرائے جا سر اپنا، ساحل کے پتھروں سے

ٹکرائے جا سر اپنا، ٹکرائے جا سمندر!

لیکن وہ دن جو مجھ کو تھا باعثِ مسرّت

واپس نہ آئے گا وہ! افسوس زندگی بھر

نرم گفتاری

۱

کرو کلام بہ نرمی کہ نرم گفتاری

ہزار سخت کلامی سے کارگر ہے سوا

کرو کلام بہ نرمی کہ تیز و تند کلام

نہ کارِ خیر کو کر دے ذلیل اور رسوا

۲

کرو کلام بہ نرمی جو طفلِ کم سن سے

تو ہے یقیں کہ وہ مانوس تم سے ہو جائے

سکھاؤ اُس کو شفیقانہ نرم لہجے میں

کسی کو کیا ہے خبر کب یہ لعل کھو جائے

۳

کرو کلام بہ نرمی ہمیشہ بوڑھوں سے

دلِ شکستہ کو کیوں اور پائمال کرو

جہاں سے اُن کو بہ امن واماں گزرنے دو

یہ قعرِ گور میں گرنے کو ہیں خیال کرو

۴

کرو کلام بہ نرمی سدا غریبوں سے

کبھی نہ اُن سے ہو تم بر سرِ کلامِ دُرشت

کمی ہے کیا غم و حسرت کی آہ اِن کے لئے

کہ تم بھی اِن پہ رکھو خنجرِ کلامِ دُرشت

۵

کرو کلام بہ نرمی ذرا سی بات ہے یہ

عمل جو اس پہ تمھارا بہ طرزِ احسن ہو

تو ایک روز وہ آئے گا جبکہ دیکھو گے

گُلِ مُراد سے تم بھر کے بیٹھے دامن ہو

قطعات

۱

فکر کیا گر لکھنے پڑھنے میں نہیں ہشیار تم
ایک دن محنت سے پُوری یہ کمی ہو جائے گی
نیک اطواری و نیکی سے اگر رغبت نہیں
یہ کمی پُوری نہ ہو گی اور مصیبت لائے گی

۲

رُونما ہوتے ہیں کیا کیا سبزہ و گُل خاک سے
خاکساروں پر نزولِ لُطفِ باری ہے مُدام
شعلہ آسا سر بلندی کیوں کرے ناری نہیں
خاک کے پُتلے کو زیبا خاکساری ہے مُدام

۳

کاہلی کا پھل ہے ناکامی و رسوائی یہاں

کامیابی ہے جہاں میں نخلِ محنت کا ثمر

یہ صداقت رہتی ہے ناداں کی نظروں سے نہاں

رکھتے ہیں آغاز میں دانا نتیجے پر نظر

۴

وقت کا ہر لحظہ کیا ہے زندگی کا جزو ہے

لحظہ لحظہ مل کے بن جاتی ہے ساری زندگی

زندگی کے جزو کو کھونا ہے کھونا لحظہ کا

کھوتے ہیں لحظے کو کب ، ہے جن کو پیاری زندگی

۵

کرتا ہے ہر اک ادب والے سے پیار

با ادب رہتا ہے ہردم شادکام

عام کر یہ شیوۂ خاص اے عزیز

تاکہ ہو جائے عزیزِ خاص و عام

۶

جو نعمت ہے خُدا کی دی ہوئی ہے
اُسی خالق کی پیدا کی ہوئی ہے
ہماری زندگی ہے مال اُسی کا
اُسی سے ہم نے مانگے لی ہوئی ہے

”فرہنگِ بہارِ طفلی“

فرہنگ

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی	نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
۴۶	**دُعا**		چاند۔ ستارے وغیرہ۔
			ارض۔ زمین
	عیاں۔ ظاہر		سما۔ آسمان
	ظُہور۔ ظاہر ہونا		عامِل۔ کام کرنے والا۔
	خُورشید۔ سُورج		یکسر۔ بالکل
	قمر۔ چاند		اِطاعت۔ تابعداری۔ فرمانبرداری
	ساکن۔ ایک جگہ پر قائم		دَم بھرنا۔ اقرار کرنا۔ تعریف کرنا۔
	کائنات۔ دُنیا		پروردگار۔ پالنے والا۔ خدا
	نظامِ عالَم۔ دُنیا کا انتظام		سعادت۔ نیک بختی۔
	کرِشمہ۔ چمک		طالب۔ مانگنے والے۔ چاہنے
	کُرے۔ گول اجسام۔ زمین		والے۔

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	عقبیٰ ۔ اگلا جہان ۔ موت کے بعد کی دُنیا ۔
	سُرخروئی ۔ کامیابی نیکی و نیک نامی ۔
	کامگاری ۔ کامیابی
	ذاتِ باری ۔ خُدا
	دانش ۔ دانائی
۲۹	**خدا کا شُکر**
	بہ جُز ۔ سوائے
	حِکمت ۔ دانائی
	صنعت ۔ کاریگری
	دانا ۔ جاننے والا
	بینا ۔ دیکھنے والا

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	سمت ۔ طرف
	نمی ۔ تری
	حرارت ۔ گرمی
	منظر ۔ نظارا ۔ تماشا
	سرِ آسماں ۔ آسمان پر
	محرؔوم ۔ شاعر کا تخلص ہے ۔
۳۰	**سالِ نو مُبارک**
	نونہالانِ وطن ۔ وطن کے بچّے اور لڑکے (نونہال ۔ چھوٹا پودا)
	ذوقِ عمل ۔ کام کرنے کا شوق
	پَروان چڑھنا ۔ بڑھ کر پوری حالت تک پہنچنا ۔
	آرزوؤں ۔ خواہشوں ۔

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	فرّخ فال۔ مُبارک
	حسرت۔ افسوس۔
۳۱	**بچّوں کو نیا سال مُبارک**
	ساماں کرے گا وہ اپنے سفر کے
	اپنے سفر کے سامان کرے گا۔ جانے کی تیّاری کرے گا۔
	ذَوق۔ شوق
	کِشوَرِ دل۔ دِل کی ولایت، دِل کا مُلک یعنی خُود دِل
	مسرّت۔ خوشی
	ہویدا۔ ظاہر
	جَوہر۔ خُوبیاں
۳۳	**ہمارا دیش**
	نیارا۔ نیا۔ اچھوتا۔
	جنگل میں منگل۔ سنسان مقام پر رونق۔ خوشی۔
	نظارا۔ تماشا
	سُدھ بُدھ۔ سوچ سمجھ عقل تیز
	کام
	بے دل۔ مایوس۔ دِل برداشتہ
	کامِل۔ مکمل۔ پُورا
	مہر و ماہ و ابر و باد۔ سُورج، چاند۔ بادل۔ ہَوا۔
	محفل۔ مجلس

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	اہلِ ہمّت ۔ ہمّت والے لوگ
	حامی ۔ مددگار
	نازل ہونا ۔ اُترنا
	مرتبے ۔ اُونچے درجے
	جی چُرانا ۔ کسی کام سے کترانا
	شہرت ۔ مشہور ہونا ۔
	کاہل ۔ سُست
	مشاغل ۔ مشغلہ کی جمع ۔ شغل
۳۷	سَویرے اُٹھنا
	کرم ۔ بخشش ۔ مہربانی
	دَم بھرنا ۔ تعریف کرنا
۳۹	اچھّے کام
	فارغ ۔ خالی ۔ آزاد

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	نظام ۔ انتظام
	کارگاہِ دَہر ۔ زمانے کا کارخانہ یعنی خود زمانہ ۔
	تکمیل ۔ مکمّل ہونا ۔ پورا ہونا
	انجم ۔ ستارے
	انجمِ تاباں ۔ چمکتے ہوئے ستارے
	اِنصرام ۔ انتظام ۔ بندوبست
	بَرق ۔ بجلی
	مامُور ۔ مقرّر
	شاہد ۔ گواہ
	بحروبَر ۔ سمندر اور زمین، تری و خشکی
	دارِ مصیبت ۔ مصیبت کا گھر
	فیضِ عام ۔ عام فائدہ رسانی عام بخشش ۔

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	زشت - بدصورت ، بُری -
۴۱	کتاب
	تمیز - پہچان
	رفیق - ساتھی - دوست
	شفیق - مہربان - شفقت کرنے
	والا -
	کھٹکا - خوف - فکر
	ہمراز - دوست
	دہن - مُنہ
	شیریں بیاں - میٹھی میٹھی باتیں
	کرنے والا -
	روئے زمین - تمام دُنیا
	مظاہر - جمع مظہر کی - ظاہر ہونے

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	کی جگہ - تماشا - نظارہ
	مناظر - منظر کی جمع - تماشا - نظارہ
	رواں - جاری - چلتا ہوا -
	خار خار - کانٹوں سے بھرے
	ہوئے -
	مُو بمُو - ٹھیک ٹھیک - پورا
	پورا -
	پَربَت - پہاڑ
	گوہر - موتی
	چمن - باغ
	شمشاد - ایک قسم کا درخت
	سرو - ایک قسم کا درخت
	لالہ زار - لالہ ایک قسم کا پھول ہے
	لالہ زار ان پھولوں کا چمن -

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	گُلکاری ۔ بیل بُوٹے ۔ نقش و نگار ۔
	اَبرِ بہار ۔ بہار کے موسم کا بادل ۔
	مرغزاروں ۔ چراگاہوں ۔
	چرند ۔ چَرنے والے جانور ۔
	مجال ۔ طاقت
	دِلستانیاں ۔ دِل کو لُبھانا
	لہر بہر ۔ رونق
	تحریر ۔ لکھی ہوئی بات
	مہرِ درخشاں ۔ چمکتا ہوا سُورج
	جنابِ حضوری ۔ دربار
۴۷	**بُلبل** آشیاں ۔ گھونسلا

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	شام و سحر ۔ شام اور صبح
	زمزمہ ۔ گیت
	پھُولے نہیں سماتے ۔ بہت خوش ہوتے ہیں ۔
	ثنا ۔ تعریف
	صحنِ چمن ۔ باغ کا صحن ، باغ میں کھُلی جگہ
	دِل کش ۔ دل کو کھینچنے والی ، دل کو لُبھانے والی ۔
	صدا ۔ آواز
	خالقِ دو عالم ۔ دونوں جہانوں کو پیدا کرنے والا ۔ خُدا
	جہاں تہاں ۔ ہر جگہ ۔ ہر کہیں ۔
	نگہباں ۔ محافظ ۔ حفاظت کرنے والا

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	گُلزار - باغ
	شگُفتہ - کھِلے ہوئے
	یا الٰہی - اے خدا
	شادمانی - خوشی
	جنگل میں منگل منانا - ویران جگہ میں خوشی منانا۔
	خُورسند - خوش
	خس - گھاس پھوس۔
	تواں - طاقت
	زیبا - مناسب - لائق
	صد شُکر - سو شکر یعنی تیرا بہت شکر ہے۔
۴۹	**محنت**
	مُدّعا - خواہش ، مطلب ، مقصد

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	پَھل - نتیجہ
	برس دن - تمام سال
	مآل - نتیجہ - انجام
	افلاس - مفلسی - تنگ دستی
	خستہ حال - خراب حالت میں
	نڈھال - بے حال
	نہال - خوش، دولت مند
	اپاہج - لُولا لنگڑا۔
	عالم - حالت - نظّارہ
۵۲	**صفائی**
	بزم - مجلس
	توقیر - عزّت
	باطن - اندر - مراد رُوح یا دل

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	خُرّمی۔ خوشی
	مہر و مہ و انجم۔ سورج۔ چاند ستارے۔
	انہار۔ نہر کی جمع نہریں
	آئینہ۔ پنجابی میں شیشہ
	پانی ہو۔ شرمندہ ہو۔
۵۳	**دُشمنی**
	حَسَد۔ دل ہی دل میں کسی سے دشمنی رکھنا اور اُس کا بُرا چاہنا کسی کی خوبیوں کو دیکھ کر اُس سے جلنا۔
	جویا۔ ڈھونڈنے والے۔
	تواضع۔ اخلاق۔ دوسروں سے

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	نرمی اور اخلاق سے پیش آنا۔
	نخوت۔ غرور۔ خود پسندی۔
	تفرقہ۔ نفاق۔ بدمزگی۔
	حُسنِ تدبیر۔ تدبیر کی خوبی۔ اچھی تدبیر۔
۵۴	**ہم ہرگز جھوٹ نہ بولیں گے**
	نفریں۔ لعنت
	سانچ کو آنچ نہیں۔ سچے آدمی کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔
	ذِلّت۔ بے عزّتی
	وقعت۔ عزّت
	خوار۔ ذلیل۔ بے عزّت

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
۵۶	**جھوٹ بڑا پاپ ہے**
	مان - عزت
	جھوٹ کے پاؤں نہیں - محاورہ ہے - مراد یہ کہ جس طرح انسان پاؤں کے بغیر نہیں چل سکتا، اسی طرح جھوٹ بھی نہیں چل سکتا۔
۵۸	**ادب**
	باادب - مؤدبانہ - ادب کے ساتھ
	سعادت - نیک بختی
	راز - بھید
	بشر - آدمی
	رہرو - مسافر
	راہِ طلب - کوشش کا رستہ
	بے بہرہ - خالی
۵۹	**بدزبانی سے پرہیز کرو**
	تیغ زباں - زبان کی تلوار یعنی خود زبان، جو تلوار کا کام کرتی ہے
	خوں ریز - قاتل قتل کرنے والا
	تلخی انگیز - کڑواہٹ پیدا کرنے والی
	شکر آمیز - میٹھی
	مرغوب - پسند
	شیریں زبانی - میٹھا بولنا
	تہذیب - مہذب یعنی شریف ہونا
	یار جانی - پیارا دوست
	فتنے - فساد
	بدخواہ - دشمن

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	باہنر۔ اہلِ ہنر۔ ہنر والا
	صاحبِ مال و زر۔ دولت مند
	کامراں۔ کامیاب
	بہرہ ور۔ حصّہ پائے ہوئے
	تہذیبِ اطوار۔ چلن کی درستی عادت کو ٹھیک کرنا۔
	نیک کردار۔ نیک چلن
	گفتار۔ بول چال۔ گفتگو
۶۱	**تندرستی ہزار نعمت ہے**
	دانست۔ سمجھ
	راحت۔ آرام
	زیست۔ زندگی
	چاہت۔ محبت

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	پُرغم۔ غم سے بھرا ہوا
	بااقبال۔ اقبال مند۔ خوش نصیب
	اندوہ۔ غم
	رنج و ملال۔ غم
	مہ و سال۔ مہینے اور سال یعنی ہمیشہ۔
	توانا۔ طاقت ور
	سختیِ ورزش۔ ورزش میں جو تکلیف پیش آئے۔
۶۴	**نصائح منظوم**
	کسی طور۔ کسی طرح
	مسرّت۔ خوشی
	اطاعت۔ فرماں برداری

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	عوض ۔ بدلہ
	اُلجھتے ہیں ۔ لڑتے جھگڑتے ہیں
	حاضر ۔ موجود
	ناظر ۔ دیکھنے والا
	جرأت ۔ دلیری
	شکوہ ۔ گلہ ۔ شکایت
	طلب گار ۔ مانگنے والا
۶۶	**اچھّا آدمی**
	مُدبّر ۔ دانا ۔ تدبیریں سوچنے والا
	قلم زن ۔ منشی
	تیغ زن ۔ سپاہی
	اہلِ فن ۔ ہنرمند
	مہندِس ۔ علمِ ہندسہ یعنی ریاضی

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	کا جاننے والا۔
	فلسفی ۔ چیزوں کی اصلیت معلوم کرنے کا علم فلسفہ کہلاتا ہے۔ اس علم کے جاننے والے کو فلسفی کہتے ہیں۔
	مورّخ ۔ تاریخ لکھنے والا
	منطقی ۔ علمِ منطق یعنی بحث مباحثہ کا علم جاننے والا۔
	سخنور ۔ شاعر
	نکتہ جُو ۔ باریکیاں اور خوبیاں معلوم کرنے والا۔
	مصوّر ۔ تصویریں کھینچنے والا
	خوش گلو ۔ اچھّا گانے والا
	خوبیِ قسمت ۔ قسمت کی خوبی،

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	خوش نصیبی۔
۶۷	**پھول**
	جاں فزا۔ جان کو بڑھانے والی
	بہت خوش کرنے والی۔
	خُو۔ عادت
	لطافت۔ خوبصورتی۔ لطیف ہونا
	روئے زمیں۔ تمام دُنیا
	آنکھ ملانا۔ برابری کا دعوی کرنا
	تواں۔ طاقت
	سِیم۔ چاندی
۶۹	**برسات**
	مینھ مُوسلا دھار۔ زبردست بارش
۷۱	**جیسی کرنی ویسی بھرنی**
	سلیقہ۔ اچھا طریقہ
	اوقات۔ وقت کی جمع
	مچلنا۔ بچّوں کا ضد کرنا اور رونا
	ناغہ آنا۔ کمی واقع ہو جانا
	ابتر۔ بُرا۔ خراب
	اندوہ گیں۔ غمگین
	تُتلانا۔ رُک رُک کر بولنا بچّوں کی طرح
	لچّھن۔ بُری عادتیں۔
	ضبط کرکے۔ روک کر
	دخترک۔ دختر کی تصغیر۔ لڑکی۔
	تسکین۔ تسلّی
	مُنہ کی کھانا۔ ایسا جواب پانا جس سے شرمندگی ہو۔

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	عبرت ۔ کسی کی بُری حالت سے نصیحت پکڑنا۔
	بے تاب ۔ بے قرار
	عصا ۔ لکڑی جس کا سہارا لے کر چلتے ہیں۔
	زر ۔ سونا
	نکہت ۔ پھول کی خوشبو
	صبا ۔ صبح کی ہوا
	عزیزِ خلق ۔ لوگوں کا عزیز
	باغِ دہر ۔ دنیا کا باغ یعنی خود دُنیا۔
	شمیمِ خُلق ۔ خوش اخلاقی کی خوشبو
	آنکھوں پر بٹھانا ۔ عزّت اور محبّت کرنا۔

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	زینت پذیر ۔ خوبصورتی حاصل کرنے والا۔
۸۵	**نُمائشی گاڑی**
	کمالات ۔ ہُنر ۔ فن ۔ کاری گری
	مظہر ۔ ظاہر ہونے کا مقام ۔ نمونہ۔
	روانِ علم و خرد ۔ علم اور دانائی کی رُوح۔
	آگہی ۔ عقل ۔ دانش ۔ واقفکاری
	مُشتری ۔ مشہور ستارہ ہے
	پرواز ۔ اُڑان
	فسوں گری ۔ جادوگری
	سحر ۔ جادُو
	سامری ۔ ایک جادُوگر کا نام ہے

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی	نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	شمیم ۔ پھولوں کی خوشبو گُلشنِ شاداب ۔ ہرا بھرا باغ نسیم ۔ صبح کی نرم ہوا صبح جہاں تاب ۔ جہان کو روشن کرنے والی صبح ۔ شبابِ حُسن ۔ خوبصورتی کی جوانی خوبصورتی کا کمال ۔ نگار خانہ ۔ عجائب گھر ۔ وہ مقام جس میں خوبصورت چیزیں جمع کر دی گئی ہوں ۔ شائق ۔ شوق رکھنے والا چشم براہ ۔ منتظر ۔ انتظار میں شام و پگاہ ۔ صبح و شام سکتہ ۔ حیرانی ۔ خموشی		تہذیب و تمدّن ۔ انسانوں کا شرافت کے ساتھ آپس میں رہنا سہنا نخلِ زراعت ۔ کاشتکاری کا درخت، یعنی خود کاشتکاری جو درخت کی مانند پھل دینے والی ہے صنعت و حرفت ۔ کاریگری (انگریزی نظموں کے ترجمے)
		۹۱	**نیک بنو**
			رازِ پنہاں ۔ پوشیدہ بھید چہرے ہیں جوں آئینہ دکھاتے تمھارے چہرے تمھارے پوشیدہ بھیدوں کو اس طرح دکھاتے ہیں جیسے آئینہ صورت دکھاتا ہے ۔

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	پھوہڑ۔ بدسلیقہ۔ بُرا برتاؤ کرنے والا
	طاری کرکے۔ اوڑھ کر۔ چھا کر
	اوصاف۔ صفتیں۔ خوبیاں
	عاری۔ خالی
	منحصر۔ کسی چیز کا سہارا لینے والا
	مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات
	صرف آئینے ہی سے ظاہر نہیں ہوتی
	تمھارا چہرہ ہی سب کچھ بتادے گا
	حُسن۔ خوبصورتی
	پنہانی۔ پوشیدہ۔ خفیہ
	بناؤ چناؤ۔ آرائشیں۔ بناٹھنا
	ماہِ کنعانی۔ حضرت یوسفؑ جو
	کنعان کے رہنے والے تھے، اور
	بہت خوب صورت تھے۔

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	جذبات۔ جذبہ کی جمع ہے۔ اُمنگیں
	جوش۔ جیسے خوشی۔ غصّہ وغیرہ۔
۹۴	اندھا لڑکا
	نظارا۔ دیکھنا
	بینائی۔ دیکھنے کی طاقت
	آشکارا۔ ظاہر
	عجائب۔ عجیب وغریب چیزیں۔
	مہرِ تاباں۔ چمکنے والا سورج
	جلوے۔ چمک دمک
	شب۔ رات
	سوزِ دل۔ دل کی جلن۔ مراد غم
۹۷	چمکیلا اجالا
	پس وپیش۔ پیچھے اور آگے

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	پیش وپس ۔ آگے اور پیچھے
	شکارِ مگس ۔ مکھیوں کا شکار
	تیر آسا ۔ تیر کی طرح سیدھی
	ڈالا کی ۔ ڈالتی رہی
	بیتاب ۔ بے چین ۔ بے قرار
	تنہا خوری ۔ اکیلے کھانا
	بہم ۔ مل جل کر
۱۰۱	**ٹکرائے جا سر اپنا**
	(یہ نظم شاعر نے سمندر کے کنارے ایک مرحوم دوست کی یاد میں کہی)
	نعرے ۔ زور کی آوازیں
	ناخدا پسر ۔ ملاح کا بیٹا
	بجرے ۔ چھوٹی کشتیاں

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	دامانِ کوہ ۔ پہاڑ کا دامن
	آرام گاہ ۔ ٹھیرنے یا رُکنے کی جگہ
	صدا ۔ آواز
	تہِ خموشی ۔ خموشی کے نیچے یعنی چُپ چاپ ۔
	باعثِ مسرّت ۔ خوشی کا ذریعہ یعنی جب میں اپنے دوست کے ساتھ خوشی سے تیرے کنارے پر سیر کرتا تھا ۔
۱۰۳	**نرم گفتاری**
	بہ نرمی ۔ نرمی کے ساتھ
	کارگر ۔ اثر کرنے والی
	تیز و تند ۔ سخت اور کڑا

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	کارِ خیر۔ نیکی کا کام
	رُسوا۔ بدنام
	طِفلِ کم سِن۔ کم عمر بچّہ
	مانُوس ہو جائے۔ محبّت کرنے لگے
	شفیقانہ۔ پیار کے ساتھ
	کب یہ لعل کھو جائے۔ کب اس بچّے کو موت آ جائے۔
	دل شکستہ۔ ٹوٹا ہوا دل
	پامال کرنا۔ روندنا
	بہ امن و اماں۔ شانتی کے ساتھ
	قعرِ گور۔ قبر کا گڑھا
	بر سرِ کلامِ درشت نہ ہو۔ سخت گفتگو نہ کرو۔
	خنجرِ کلامِ درشت۔ سخت کلامی کا چھُرا۔ سخت گفتگو جو چھُرے کی مانند ہے۔
	بطرزِ احسن۔ اچھّے طور پر خوبصورتی کے ساتھ۔
	گُلِ مُراد۔ مقصد کا پھُول یعنی وہ مرادیں جو پھُول کی طرح دل لُبھانے والی ہوتی ہیں۔
۱۰۵	**قطعات**
	نیک اطواری۔ اچھّے طور
	رُونما۔ ظاہر
	نزولِ لُطفِ باری۔ خداوند تعالیٰ کی مہربانی کا نازل ہونا (اُترنا)

نمبر صفحہ	الفاظ و معانی	نمبر صفحہ	الفاظ و معانی
	نزول ۔ اُترنا ۔ لُطف ۔ مہربانی		یعنی خود محنت ۔
	باری ۔ خدا ۔		ثمر ۔ پھل
	شُعلہ آسا ۔ شعلے کی مانند		صداقت ۔ سچائی
	سربلندی ۔ سر کو اونچا کرنا		نہاں ۔ پوشیدہ چھُپی ہوئی ۔
	سرکشی ۔ غرور		جزو ۔ حصّہ
	ناری ۔ آگ سے بنا ہوا ۔		باادب ۔ مؤدب ۔ ادب
	زیبا ۔ موزوں ۔ مناسب		کرنے والا ۔
	ناکامی ۔ کامیاب نہ ہونا		شادکام ۔ خوش
	رُسوائی ۔ شرمندگی		شیوۂ خاص ۔ خاص طریقہ ۔
	نخلِ محنت ۔ محنت کا درخت		خاص عادت ۔
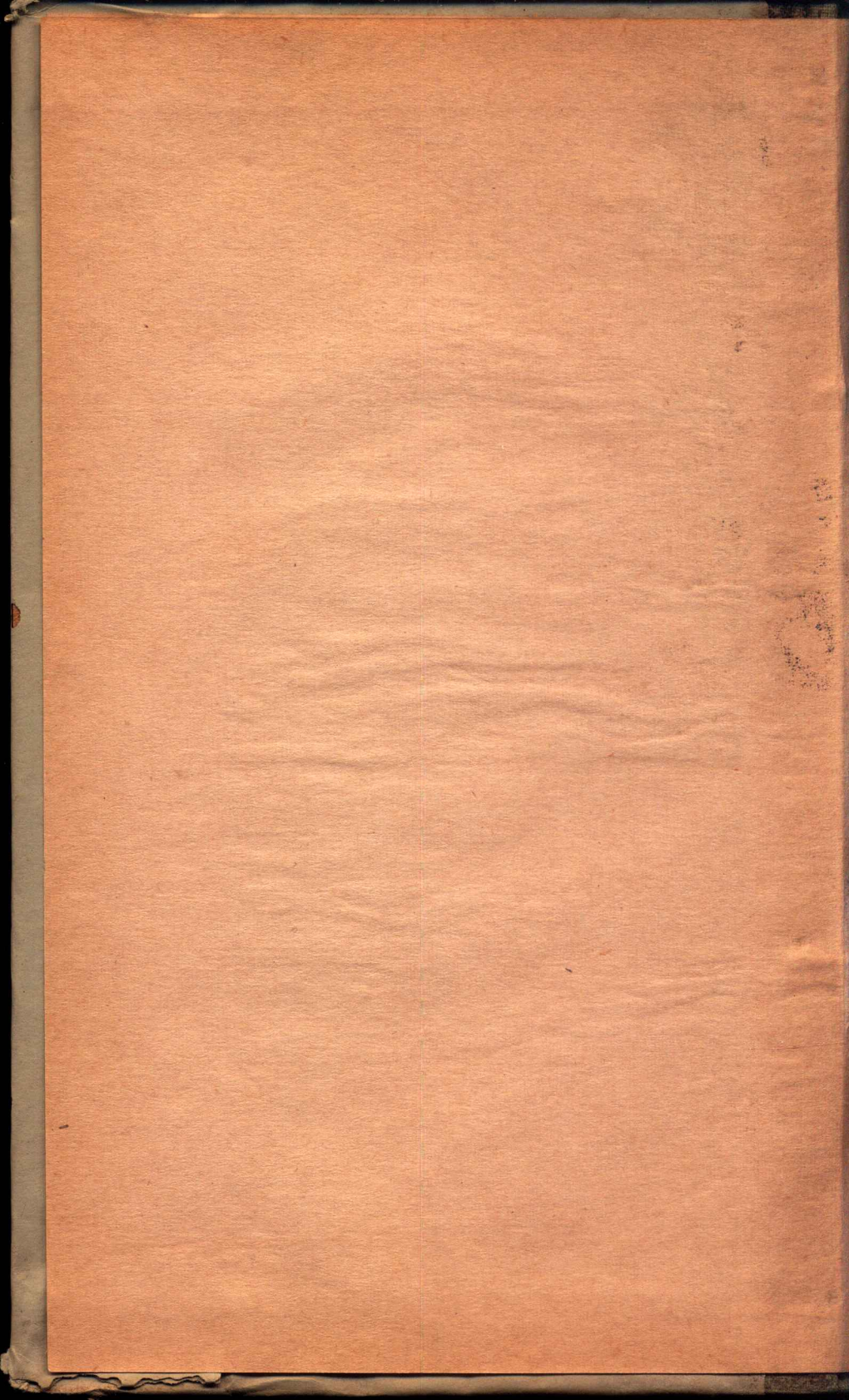
اُردُو کے نامور شاعر تلوک چند محروم کی تصانیف

گنجِ معانی - پہلا مجموعۂ کلام (دوسرا ایڈیشن) سات روپے پچاس نئے پیسے

رُباعیاتِ محروم - (دوسرا ایڈیشن) تین روپے پچھتر نئے پیسے

نیرنگِ معانی - نیا مجموعۂ کلام چار روپے

کاروانِ وطن - قومی اور وطنی نظموں کا مجموعہ سات روپے پچاس نئے پیسے

شعلۂ نوا - غزلوں کا مجموعہ پانچ روپے پچاس نئے پیسے

بہارِ طفلی - بچّوں اور لڑکوں کے لئے نظمیں مع تصاویر تین روپے پچاس نئے پیسے

اور اِن کے علاوہ

محروم کی شاعری اور شخصیت پر

ہند و پاکستان کے ممتاز نثر نگاروں کے مقالات کا مجموعہ

تلوک چند محروم

چار روپے

ہم سے طلب فرمایئے

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اُردو بازار، دہلی ۶